صفات المؤمنین
مع
رسائل فی الطہارۃ والصلاۃ
www.KitaboSunnat.com
تالیف
سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ
ترجمہ، تخریج وتبویب
مولانا قاری سیف اللہ ساجد
ساجد اسلامک ریسرچ سنٹر

صفات المومنین

مع

رسائل فی الطہارۃ والصلاۃ

(نماز نبوی ﷺ' باجماعت کی اہمیت)

تالیف

سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ

سابق مفتی اعظم سعودی عرب

ترجمہ' تبویب وتخریج

مولانا قاری سیف اللہ ساجد قصوری

فاضل جامعہ سلفیہ فیصل آباد

تقدیم

شیخ الحدیث والتفسیر مولانا

حافظ ثناء اللہ مدنی بن عیسیٰ خان حفظہ اللہ

نظر ثانی

پروفیسر ڈاکٹر مزمل احسن شیخ حفظہ اللہ

مولانا زبیر عقیل صاحب فاضل مدینہ یونیورسٹی

ناشر

ساجد اسلامک ریسرچ سنٹر پاکستان

دارالاسلام السّلفیہ (دارالاسلام کالونی) کھڈیاں خاص قصور' پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محترم حافظ عبدالرحمن مدنی صاحب کی خدمت میں ہدیہ خلوص

سیف اللہ ساجد

۱۰ ربیع الثانی ۱۴۲۲ھ

29-6-2001

یوم الاثنین

طابع قاری سیف اللہ ساجد قصوری

مطبع اُحد پریس لاہور

طبع اول 1100

تاریخ اشاعت مارچ 2001ء

قیمت -/36

ملنے کے پتے

دارالاسلام السلفیہ (دارالاسلام کالونی) کھڈیاں خاص قصور' پاکستان
محمدی پرنٹنگ ایجنسی ۱۸ اردو بازار' لاہور
دارالفرقان الفضل مارکیٹ' اردو بازار' لاہور
اسلامی اکیڈمی' اردو بازار' لاہور
فیض اللہ اکیڈمی الفضل مارکیٹ' اردو بازار' لاہور
مکتبہ قدوسیہ رحمان مارکیٹ' غزنی سٹریٹ' اردو بازار' لاہور
سبحانی اکیڈمی حسن مارکیٹ' اردو بازار' لاہور
نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ' اردو بازار' لاہور
مکتبہ سلفیہ شیش محل روڈ' لاہور
مکتبہ اہل حدیث ٹرسٹ کورٹ روڈ کراچی
مدینہ کتاب گھر' اردو بازار' گوجرانوالہ
والی کتاب گھر' گوجرانوالہ
مکتبہ اسلامیہ بھوانہ بازار' فیصل آباد
مکتبہ اہل حدیث' امین پور بازار' فیصل آباد
مکتبہ ثنائیہ' النورا کیڈمی سرگودھا
محمدی کتب خانہ ھمت پورہ کھڈیاں
شیخ عبدالرحیم کتب فروش بڑا چوک کھڈیاں
دی مسلم میڈیکل کمپلیکس ٹریڈ سنٹر چوک یتیم خانہ - ملتان روڈ - لاہور
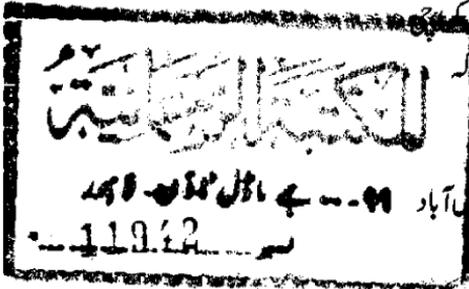
انتساب

والد محترم فضیلۃ الاستاذ شیخ الحدیث حضرت مولانا

عبدالخالق سلفی صاحب حفظہ اللّٰہ تعالیٰ و متعنا اللہ

بطول حیاتہ

اور

والدہ محترمہ مرحومہ (اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ آمین)

کے نام جن کی مسلسل جدوجہد، تعلیم و تربیت، محبت و شفقت اور

مخلصانہ دعاؤں کے سبب اللہ رب العزت نے اس قابل بنایا۔ اور

میرے تمام بھائی، بہنوں کو اپنے دین کی خدمت کے لیے قبول

فرمایا۔

اور ہمارے مشفق بزرگ باباجی حاجی محمد امیر خاں میر محمدی (آف

کھائی ہٹھاڑ) مرحوم کے نام جو اکثر پند و نصائح فرماتے رہتے تھے۔

فہرست

رسائل فی الطہارۃ والصلوٰۃ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کلمہ تشکر

اس کتابچہ کے ترجمہ' تبویب اور تخریج کا کام مکمل ہونے پر میں اللہ تعالیٰ کے حضور سربسجود ہوں جس کی توفیق ہی سے یہ سب کچھ ہوا۔ **الحمدلله علی ذالک۔**

اس کے ساتھ ساتھ میں ان تمام حضرات کا مشکور ہوں جنہوں نے کسی بھی حوالے سے اس مسئلہ میں میرے ساتھ تعاون فرمایا ہے۔ خصوصاً میں درج ذیل حضرات کا شکریہ ادا کرنا فرض سمجھتا ہوں۔

- محترم جناب حاجی شریف اللہ صاحب بمع اہل خانہ (حال مقیم مکہ مکرمہ) کا جنہوں نے مکہ مکرمہ میں قیام کے دوران مجھے گھر کا ایک فرد ہی نہ سمجھا بلکہ حاجی صاحب اور ان کے فرزندان کی محبت ہی اس تالیف کا سبب بنی۔
- شیخ الحدیث حافظ ثناء اللہ مدنی حفظہ اللہ کا جنہوں نے مقدمہ تحریر کر کے شفقت فرمائی۔
- پروفیسر مزمل احسن شیخ صاحب اور
- مولانا محمد زبیر عقیل صاحب کا جنہوں نے نظرثانی فرمائی۔
- جناب لطافت بیگ صاحب کا جنہوں نے خصوصی شفقت فرمائی۔

فجزاھم اللّٰہ خیراً

سیف اللہ ساجد قصوری

۲۶ شوال ۱۴۲۱ھ / بمطابق ۲۳ جنوری ۲۰۰۱ء

دارالاسلام السلفیہ (دارالاسلام کالونی) کھڈیاں (قصور)

فون 0492-791281

منظوم اظہار عقیدت بنام مترجم کتاب "قاری سیف اللہ ساجد صاحب"

شاعر اسلام حاجی عبدالرشید اصغر المعروف اللہ والے کھڈیاں خاص

خطیب ڈسٹرک جیل قصور۔

فضل و کرم ہیں ساجد یہ رب العالمین کے
ہوئے مترجم آپ جو صفات المؤمنین کے
ہے نعمت عظمیٰ تجھ پر اس کی توفیق کی
دی ہمت تجھے ترجمہ' تبویب' تخریج و تحقیق کی
مؤلف جس کے عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز ہیں
اس کے مترجم ہونے کے تیرے لیے بڑے اعزاز ہیں
کتنے بابرکت حج و عمرہ کے وہ ایام ہیں
لکھتا رہا گھر اس کے' کتنے اس کے انعام ہیں
تو نے تو کتاب میں' ہیرے موتی جڑ دیے
علیحدہ علیحدہ عنوانات سے صفحات بھر دیے
عربی میں جو اخلاق المؤمنین والمؤمنات ہے
اردو میں وہی صفات المؤمنین ایک ہی بات ہے
قدرت کاملہ نے عجب یہ کمال کر دیا
چھوٹی سی عمر میں عقل و دانش سے مالا مال کر دیا

رشید اصغر کی ہے دعا تو عالم باعمل کمال بنے
قابل رشک ہو زندگی تو ایسا بے مثال بنے
بھرے ہوئے ہوں جام ہاتھوں میں تیرے تاثیر سے
ہوتے رہیں سیراب لوگ تیری تحریر و تقریر سے
اعزاز و اکرام سے نوازے خدا یوم حساب کو
تاج نورانی دے وہ اللہ تیرے ماں اور باپ کو
روز جزا جو یہ مسودہ تو رو برو کرے
ہر رنج و غم سے تجھے وہ سرخ رو کرے

آمین یا رب العالمین

۲۴ شوال ۱۴۲۱ھ یوم السبت ۱۰ بجے رات

بمطابق ۲۰ جنوری ۲۰۰۱ء

عبدالرشید اصغر المعروف اللہ والے فون نمبر 791268

صفات المومنین کی خصوصیات اور عرض مترجم

① آسان سلیس اردو ترجمہ کیا گیا ہے۔

② استفادہ کو آسان تر بنانے کے لیے تبویب یعنی علیحدہ علیحدہ عنوانات قائم کیے گئے ہیں۔

③ کتابچہ میں موجود احادیث کی مکمل تخریج کی گئی ہے تاکہ اصل کتاب کی طرف آسانی سے رجوع کیا جا سکے۔

④ شیخ الحدیث حافظ ثناء اللہ مدنی حفظہ اللہ نے اس کا مقدمہ لکھا ہے۔

⑤ ڈاکٹر پروفیسر مزمل احسن شیخ اور مولانا زبیر عقیل صاحب نے اس کی نظر ثانی فرمائی۔

صفات المومنین کو ظاہری اور معنوی لحاظ سے بہتر سے بہتر بنانے کی ہر ممکن کوشش کی گئی ہے۔ پھر بھی اگر قارئین کرام اس میں کوئی خامی دیکھیں تو مترجم کو مطلع فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔ تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کو دور کیا جا سکے۔

جزاکم اللہ خیراً

اخوکم فی اللہ

سیف اللہ ساجد قصوری

ابتدائیہ

از مترجم قاری سیف اللہ ساجد قصوری

الحمدللّٰہ رب العالمین۔ والعاقبة للمتقین۔ والصلٰوة والسلام علٰی سید المرسلین۔ و علی اٰله و اصحابه أجمعین۔ اما بعد۔

اللہ تعالیٰ کا لاکھ شکر ہے کہ اس نے ہمیں دینی ماحول میں پیدا فرمایا۔ اور قرآن و حدیث کا علم عطا فرمایا۔ اب اس علم پر عمل کرنا اور اس کو تحریر و تقریر کے ذریعے دوسروں تک پہنچانا ہمارا فرض ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان گرامی ہے۔ بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ اٰیَةً تمہارے پاس میری طرف سے دین کا ایک مسئلہ بھی موجود ہو تو اس کو بھی لوگوں تک پہنچاؤ۔ یہ ہلکی سی کوشش اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

۱۴۲۰ھ بمطابق دسمبر ۲۰۰۰ء میں اللہ تعالیٰ نے راقم الحروف کو اپنے گھر کی زیارت نصیب فرمائی حج کے سلسلہ میں مجھے مکہ مکرمہ میں قریباً تین ماہ ٹھہرنے کا موقع ملا۔ میں نے فراغت کو غنیمت سمجھ کر عربی کتب کا مطالعہ شروع کیا اور پھر اللہ کی توفیق سے درج ذیل کتابچوں کا اردو میں ترجمہ کر دیا۔

1. أخلاق المؤمنین والمؤمنات۔ (اردو نام صفات المومنین) شیخ ابن بازؒ
2. رسائل فی الطهارة والصلٰوة۔ (اردو نام۔ نماز نبویؐ) شیخ ابن بازؒ
3. الواسطة بین الحق والخلق۔ (اردو نام۔ شرعی وسیلہ) شیخ ابن تیمیہؒ
4. محرمات استهان بها الناس (اردو نام۔ محرمات) شیخ صالح المنجد

اب ضروری تھا کہ ان اہم رسائل اور کتابچوں کو زیور طبع سے آراستہ و پیراستہ کیا جاتا اور عوام الناس کی بھلائی کے لیے انہیں منظر عام پر لایا جاتا لیکن اس سلسلہ میں جہد مسلسل اور اس کے ساتھ ساتھ کتابت و طباعت وغیرہ کے لیے وسائل کا ہونا از حد ضروری تھا۔ اسی سوچ و بچار میں تقریباً ایک سال کا عرصہ گزر گیا۔ پھر آخر کار وسائل کی قلت اور نا تجربہ کاری کے باوجود والد محترم' اساتذہ کرام اور احباب کی دعاؤں سے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے اس عظیم کام کی ابتدا کر دی۔

تالیف ہذا پہلی کاوش ہے۔ اللہ کے فضل و کرم سے دیگر زیر طبع تمام کتب اور رسائل بھی انشاء اللہ عنقریب آپ کے ہاتھوں میں ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کو میرے لیے' میرے والدین' اساتذہ کرام' بھائی بہنوں' اور تمام اہل اسلام کے لیے ہدایت کا سبب اور ذریعہ نجات بنائے۔ آمین یا رب العالمین۔

دعاگو

سیف اللہ ساجد قصوری فون 0492-791281

دارالاسلام السلفیہ کھڈیاں خاص (قصور)

۲۷ شوال ۱۴۲۱ھ بمطابق ۲۳ جنوری ۲۰۰۱ء

پروفیسر محمد مزمل احسن شیخ حفظہ اللہ کے تاثرات

صفات المومنین (عباد الرحمٰن کی صفات) کا مطالعہ کرتے ہوئے بندہ عاجز کو احساس ہوا۔ کہ رب رحمان کا "صحیح معنی میں بندہ" بننے کے لیے کن صفات کا حامل ہونا لازم ہے۔

اللہ تعالیٰ کی توفیق سے قرآن پاک کے حوالوں سے مزین سیدنا شیخ ابن باز رحمہ اللہ کے خطبہ کا ترجمہ از۔ عزیز محترم حافظ سیف اللہ ساجد۔ پڑھ کر خامیوں کو دور کر کے صحیح بندہ بننے کا داعیہ پیدا ہوا۔ ویسے تو ہر انسان اللہ کا بندہ ہے لیکن اللہ کے رنگ میں اپنے آپ کو رنگنے کے لیے "تَخَلَّقُوْ بِأَخْلَاقِ اللّٰهِ" پر عمل پیرا ہو جائیں تبھی رحمان کے بندے بن جائیں گے اور اس کی رضا یعنی دیدار اور قرب سے بہرہ ور ہوں گے۔

اس کتاب کو اللہ تعالیٰ مترجم اور شیخ ابن باز مرحوم کے علاوہ سب مسلمانوں کے لیے ذخر اجر بنائے اور امت مسلمہ کو اللہ کی بندگی کا حق ادا کرتے ہوئے دین و دنیا میں سرخرو فرمائے۔ آمین!

عزیزم کے علم و عمل اور تحریر میں اخلاص کی دعا کرتا ہوں۔ اللہ قبول فرمائے اور مجھے بھی دین کا سچا سچا خادم بنائے آمین۔

خادم العلم و العلماء

محمد مزمل احسن

13-1-2001

مؤلف کتاب سماحۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ کا مختصر تعارف

ترتیب: قاری سیف اللہ ساجد قصوری

عالم اسلام کی عظیم شخصیت فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ، سابق مفتی اعظم سعودی عرب کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ وہ اپنے علم و عمل اور عظیم خدمات کی وجہ سے آج بھی اہل علم کے دلوں میں بستے ہیں۔

بصارت سے محروم تھے لیکن اللہ رب العزت نے انہیں نور بصیرت وافر مقدار میں عطا کیا ہوا تھا جس کے سبب لاکھوں نے ان سے بصیرت حاصل کی۔ شیخ مرحوم کی زندگی کا مختصر خاکہ پیش خدمت ہے۔

پیدائش و ابتدائی حالات

شیخ مرحوم ۱۳۳۰ھ میں شاہ عبدالعزیز مرحوم کے دور اقتدار میں سعودی عرب کے معروف شہر ریاض میں پیدا ہوئے۔ بچپن میں قرآن پاک حفظ کر لیا تھا۔ چودہ سال کی عمر میں آنکھوں کی تکلیف ہوئی اور بیس سال کی عمر میں بصارت سے محروم ہو گئے۔ لیکن تحصیل علم کا اس حد تک شوق تھا کہ بیس سال کی عمر میں ہی حدیث، نحو، صرف، مصطلح، فرائض اور دیگر فنون کی کتب زبانی یاد کر چکے تھے۔

شیوخ اور اساتذہ کرام

مرحوم نے جن شیوخ اور ساتذہ کرام سے کسب فیض کیا ان کی تعداد تو کافی ہے۔ ذیل میں چند اہم شیوخ کا نام لکھا جاتا ہے۔

① شیخ محمد بن عبداللطیف آل شیخ
② شیخ صالح بن عبدالعزیز آل شیخ

۳ شیخ سعد بن حمد العتیق

۴ شیخ بن فارس

۵ سماحۃ الشیخ محمد بن ابراہیم آل شیخ

سماحۃ الشیخ محمد بن ابراہیم آل شیخ جو کہ حال میں سعودی عرب کے مفتی اعظم ہیں۔ شیخ مرحوم نے سب سے زیادہ استفادہ ان سے کیا۔

شیخ مرحوم نے ۱۳۵۷ھ میں سند فراغت حاصل کی۔

ذوق مطالعہ عشاء کے بعد مسلسل اور کبھی فجر اور عصر کے بعد بلاناغہ تفسیر اور حدیث وغیرہ کی سماعت مطالعہ کی غرض سے کرتے۔ کثیر مصروفیات بھی اس میں حائل نہ ہو سکتی تھی۔ انہوں نے آخر عمر تک کبھی کوئی درس مراجعہ اور مطالعہ کے بغیر نہیں دیا۔ اگر کبھی مطالعہ نہ کرپاتے تو صاف بتا دیتے کہ میں آج مطالعہ نہیں کر سکا۔

تدریس و خدمات حرمین شریفین ۱۳۵۷ھ میں معہد الریاض العلمی میں تدریس کا آغاز کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ الجامع الکبیر (مسجد) میں حلقہ درس شروع کیا اور تاحیات جاری رکھا۔

۱۳۸۱ھ میں مدینہ یونیورسٹی کا قیام عمل میں آیا تو شیخ ابن باز مرحوم اس کے وائس چانسلر اور پھر ۱۳۹۰ھ میں یونیورسٹی کے چانسلر کے عہدے پر فائز رہے۔

۱۴ سالہ مدینہ کے دور تدریس کے ساتھ ساتھ مسجد نبویؐ میں مستقل درس بھی دیتے رہے۔

تصانیف سرکاری و غیر سرکاری کثیر مصروفیات کے باوجود آپ نے ۲۰ سے زائد مختلف تصانیف ورثہ میں چھوڑی ہیں۔ جو ان کے لیے بہترین صدقہ جاریہ ہیں۔ اور اہل علم کے لیے ایک سند کی حیثیت رکھتی ہیں۔

حالیہ علمی عہدے اور مناصب آنکھوں سے محروم لیکن نور بصیرت سے منور دل والے علم کے چمکتے ہوئے اس سورج کی کرنوں سے درج ذیل ادارے استفادہ کر رہے تھے۔ آپ بیک وقت ان کی خدمت میں مصروف تھے۔

(۱) ادارۃ البحوث العلمیہ والافتاء کے صدر۔

(۲) مجلس کبار علماء کے ممبر۔

(۳) کمیٹی برائے علمی تحقیقات اور افتاء کے چیئرمین۔

(۴) رابطہ عالم اسلامی کی مجلس تاسیسی کے صدر۔

(۵) مساجد کی عالمی مجلس کے ممبر۔

(۶) رابطہ عالم اسلامی کے مجمع فقہی کے چیئرمین۔

(۷) جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کی مجلس اعلیٰ کے ممبر۔

(۸) مجلس اعلیٰ للدعوۃ الاسلامیہ کے ممبر۔

عاجزی و انکساری اس قدر عظیم عہدوں اور منصب وزارت پر فائز ہونے کے باوجود تکبر و غرور سے کوسوں دور' عاجزی و انکساری کا نمونہ اور اخلاق حسنہ کے پیکر تھے۔ یتیموں' فقیروں' بیواؤں اور ضرورت مندوں کی مدد اور دل جوئی انکی طبیعت اور مزاج کا حصہ بن چکی تھی۔ پورے عالم اسلام کو دین و دنیا کی ضروریات سے مستفید کرتے رہے ضرورت مندوں کی سفارش کرنے سے بالکل تامل نہ کرتے ہر ممکن کوشش کرتے کہ عوام الناس کو کسی نہ کسی طرح سے فائدہ پہنچے۔ آپ کے عہدے اور مناصب زندگی بھر آپ کی عاجزی و انکساری میں کمی نہ کر سکے۔

وفات ۱۴۲۰ھ بمطابق ۱۳ مئی ۱۹۹۹ء بروز جمعرات بعد نماز فجر علم و عمل کا یہ سورج ۸۵ سال کی عمر میں عالم اسلام کو داغ مفارقت دیتے ہوئے غروب ہو گیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا حافظ ثناء اللہ مدنی بن عیسیٰ خاں حفظہ اللہ
(فاضل مدینہ یونیورسٹی)

أَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى أَشْرَفِ الْمُرْسَلِيْنَ وَ الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ وَلَا عُدْوَانَ إِلَّا عَلَى الظّٰالِمِيْنَ۔ أَمَّابَعْدُ:

دور حاضر کے مختلف فتنوں نے امت مسلمہ کے اخلاق و کردار کو قریباً مسخ کر دیا ہے۔ جو لوگ دینی شعائر سے وابستہ نظر آتے ہیں ان کا کردار بھی رو بہ زوال ہے۔ امت مسلمہ کی یہ حالت اصحاب بصیرت سے یقیناً مخفی نہیں۔ اہل علم حضرات اگرچہ اصلاح معاشرہ کے لئے کوششیں کر رہے ہیں۔ لیکن مخرب اخلاق فتنوں کا سیلاب اس قدر شدید ہے کہ مذکورہ سعی ناکافی ہے۔ اس امر کی شدید ضرورت ہے کہ اصلاح معاشرہ کے لئے تقریری و تحریری کاوشوں کو وقت کے تقاضوں کے مطابق بطریق احسن سرانجام دیا جائے تاکہ انسانیت اپنے تخلیقی مقصد سے متصف ہو کر دنیا و آخرت میں سرخرو ہو سکے۔

زیر نظر کتابچہ مذکورہ ضرورت کو پورا کرنے میں نہایت اہم کردار ادا کرنے والا ہے۔ یہ رسالہ ہمارے استاذ محترم شیخ ابن باز تغمدہ اللہ برحمتہ کے ایک خطاب پر مشتمل ہے۔ شیخ محترم کی شخصیت و خدمات محتاج تعارف نہیں امت مسلمہ کے اخلاق و کردار کی اصلاح کے لئے یہ رسالہ یقیناً سنگ میل کی حیثیت کا حامل ہے۔

ہمارے فاضل دوست قاری سیف اللہ ساجد صاحب نے اسے آسان سلیس انداز اردو میں ڈھال کر وقت کی اہم ضرورت کو پورا کیا ہے۔ اور اس کے ذیلی عنوانات قائم کر کے اس سے استفادہ کو مزید آسان اور بہتر کر دیا ہے۔ یہ رسالہ

خوبصورت انداز میں طبع کر کے ہر فرد تک پہنچانے کے قابل ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مولف و مترجم رسالہ کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور اس کے ذریعہ سے امت مسلمہ کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ اس کی اشاعت میں ہر ممکن حصہ لینے والوں اور مستفید ہونے والوں کو دنیا و آخرت میں سرخرو فرمائے۔ آمین

وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد و آلہ وصحبہ اجمعین

کتبہ

خادم الکتاب والسنۃ

ابو النصر الحافظ ثناء اللہ المدنی بن عیسیٰ خان

عفا اللہ عنھما و عافاھما

۱۸ رمضان المبارک ۱۴۲۱ھ جمعۃ المبارک

بمطابق ۱۵ دسمبر ۲۰۰۰ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبۃ الکتاب

الحمد للہ رب العالمین۔ والعاقبة للمتقین۔ والصلوة والسلام علی عبده ورسوله وصفوته من خلقه وأمينه علی وحيه نبينا وامامنا وسيدنا محمد بن عبدالله بن عبدالمطلب الهاشمی العربی المکی ثم المدنی وعلی اله وأصحابه ومن سلک سبيله واهتدی بهداه إلی يوم الدين' أما بعد:

اللہ رب العزت نے جناب محمد ﷺ کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ ہدایت سے مراد سچی خبریں اور نفع دینے والا علم ہے اور دین حق سے مراد وہ شرعی احکام ہیں جو محمد ﷺ لے کر آئے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ هُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ﴾ (سورة الصف:٩)

"وہی (اللہ) جس نے اپنے رسول (محمد ﷺ) کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا تاکہ وہ اسے تمام ادیان پر غالب کر دے اگرچہ مشرکین ناخوش ہوں"۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے آپ کو جن و انس' عرب و عجم اور مرد و زن تمام کی طرف مبعوث فرمایا ہے اور آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت اور پرہیزگاروں کا امام بنا کر بھیجا ہے تاکہ آپ لوگوں کو دین سکھائیں اور انہیں شرعی احکام سمجھائیں اور کامیابی و کامرانی کے اسباب سے انہیں آگاہ فرمائیں اور تباہی و بربادی کے اسباب سے

ڈرائیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دین اسلام دے کر بھیجا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَاللّٰهِ الْاِسْلَامُ ﴾ (سورۃ آل عمران:۱۹)

"بے شک اللہ کے ہاں پسندیدہ دین اسلام ہے"۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہدایت اور سچا دین دے کے بھیجا ہے یعنی سچی خبریں' نفع پہنچانے والا علم' بہترین شریعت اور عدل و انصاف پر مبنی احکامات دے کر بھیجا ہے تاکہ آپ لوگوں کو تمام بھلائیوں اور حسن اخلاق اور اچھے اعمال کی طرف بلائیں اور ہر قسم کی برائیوں' بداخلاقیوں اور بداعمالیوں سے منع کریں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ﴾ (سورۃ السبا:۲۸)

"کہ ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے لئے خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے"۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ ﴾ (سورۃ الانبیاء:۱۷)

"اور ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لے رحمت بنا کر بھیجا ہے"۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ قُلْ يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا نِ الَّذِىْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيِىْ وَيُمِيْتُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِىِّ الْاُمِّىِّ الَّذِىْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمَاتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴾

(سورۃ الاعراف:۱۵۸)

"(اے اللہ کے رسولؐ) آپ فرما دیجئے اے لوگو! یقیناً میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کا رسول بن کر آیا ہوں جس (اللہ) کی بادشاہی آسمانوں و زمین میں ہے۔ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہی زندہ کرتا ہے اور وہی

مارتا ہے۔ پس تم اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ اور اس کے اُمی (ناخواندہ) نبیؐ پر بھی جو اللہ تعالیٰ اور اس کے کلمات پر ایمان رکھنے والا ہے۔ اور تم اس (نبی) کا اتباع کرو تاکہ تم ہدایت پا جاؤ"۔

اور اس سے قبل اللہ تعالیٰ نے فرمایا

﴿ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴾ (سورۃ الاعراف:۱۵۷)

"وہ لوگ جو اس کے ساتھ ایمان لائے ہیں اور اس کی حمایت کرتے ہیں اور اس کی مدد کرتے ہیں اور اس نور کی پیروی کرتے ہیں جو اس کے ساتھ نازل کیا گیا ہے ایسے لوگ ہی فلاح پانے والے ہیں"۔

یہ ہے اس عظیم الشان دین کی شان اور اس عظیم المرتبت نبیؐ کا مقام جنہیں اللہ رب العزت نے جن و انس، مرد و زن، عرب و عجم حتیٰ کہ چارپاؤں اور حیوانات سمیت تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ اس لئے کہ آپ نے حیوانات کے ساتھ بھی، رحمت و شفقت اور حسن سلوک کی تلقین فرمائی ہے۔

جن و انس کا مقصد تخلیق

اللہ رب العزت نے اس حقیقت کو بھی واضح فرما دیا ہے کہ اس نے جن و انس کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ﴾ (سورۃ الذاریات:۵۶)

"میں نے جن و انس کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے"۔

اس کا مفہوم یہ ہے کہ وہ خالصتاً میرے اکیلے ہی کی عبادت کریں اور میرے احکامات کی بجاآوری کریں اور نواہی سے اجتناب کریں کیونکہ عبادت اس چیز کا نام ہے کہ خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اس کے احکام کی بجاآوری کی جائے اور

نواہی سے اجتناب کیا جائے اس پر اور اس کے رسول پر رغبت و رہبت کے ساتھ ایمان لایا جائے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پاک ﷺ کی باتوں کی تصدیق کی جائے اور اللہ رب العزت کی حدود سے تجاوز نہ کیا جائے۔ اسی چیز کا حکم دیتے ہوئے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَاأَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴾ (سورة البقرة:۲۱)

"اے لوگو اپنے اس رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا تاکہ تم بچ جاؤ"۔

یہ حکم تمام مرد و زن، جن و انس اور عرب و عجم کے لئے عام ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهِ شَيْئًا ﴾ (سورة النساء:۳۶)

"اور تم اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو"۔

اسی طرح ارشاد باری ہے:

﴿ وَقَضٰى رَبُّكَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْا إِلَّا إِيَّاهُ ﴾ (سورة الاسراء:۲۳)

"اور تیرا رب صاف صاف حکم دے چکا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو"۔

صراط مستقیم

صراط مستقیم کے بارہ میں قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴾ (سورة الانعام:۱۵۳)

"اور بے شک یہ میرا سیدھا راستہ ہے پس تم اس پر چلو اور دوسری راہوں

پر مت چلو وہ راہیں تمہیں اللہ کی راہ سے جدا کر دیں گی۔ اس کا تمہیں اللہ تعالیٰ نے تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ"۔

اسی طرح سورۃ الفاتحہ جس کو الحمد (بھی) کہتے ہیں اس میں اللہ تعالیٰ نے یہ تعلیم دی ہے کہ اللہ پاک سے صراط مستقیم پر گامزن رہنے کی دعا کرتے رہو اور یہی وہ دین ہے جو حضرت محمد ﷺ لے کر آئے جو کہ اسلام' ایمان' ہدایت' تقویٰ اور اصلاح کے مجموعہ کا نام ہے۔ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴾ (سورۃ الفاتحہ:۱۔۴)

"تمام تعریفیں اللہ پاک کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔ جو بہت مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔ جو قیامت کے دن کا مالک ہے۔ ہم خاص تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور خاص تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں"۔

یہ تمام کی تمام اللہ پاک کی تعریف ہے اور بندوں کے لئے واضح بیان ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو معبود حقیقی اور تمام امور میں معاون و مددگار سمجھیں اور اس کا پورا پورا اعتراف کریں۔ پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے انہیں اس دعا کی تعلیم دی ہے۔

﴿ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۔ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴾ (سورۃ الفاتحہ:۶۔۷)

"ہمیں سیدھی راہ دکھا۔ ان لوگوں کی راہ جن پر تو نے انعام کیا ان کی راہ نہیں جن پر غضب کیا گیا اور نہ گمراہوں کی"۔

صراط مستقیم سے مراد اللہ کا دین ہے جو کہ اسلام' ایمان' علم نافع اور عمل صالح کا نام ہے اور ان اصحابِ علم و عمل کا راستہ ہے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا اور وہ صحابہ کرامؓ اور ان کے سچے پیروکار اور سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام اور ان

کے پیروکار ہیں۔ یہی صراط مستقیم ہے جو ان کا راستہ ہے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا۔ اور منعم علیہم (جن پر انعام کیا گیا) سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے حق کو سمجھا اور اس پر عمل کیا۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ﴾

(سورۃ النساء:٦٩)

"اور جو بھی اللہ تعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کی اطاعت کرے گا وہ (قیامت کے دن) ان لوگوں کے ساتھ ہو گا جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا ہے جیسے نبی' صدیق' شہید اور نیک لوگ یہ بہترین ساتھی ہیں"۔

صراط مستقیم سے مراد انہیں لوگوں کا راستہ ہے یعنی تمام انبیاء کرام اور ان کے پیروکاروں کا راستہ خصوصاً ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا راستہ۔ ہمیں علم و عمل میں آپ کی اتباع اور آپ کے منہج اور آپ کے صحابہ کرامؓ کے مسلک پر چلنے کا حکم دیا گیا ہے۔ جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴾ (سورۃ التوبۃ:١٠٠)

"اور جو مہاجرین اور انصار سابق اور مقدم ہیں اور جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیروکار ہیں اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہوا اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہوئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ایسے باغات تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے یہ بڑی کامیابی

ہے"۔

یہی راستہ اللہ تعالیٰ کے دین کا راستہ ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کو علم نافع اور عمل صالح سے مزین کر کے بھیجا اور یہی وہ ہدایت اور دین حق ہے جسے اللہ رب العزت نے اپنی کتاب قرآن پاک میں اور رسول اکرم ﷺ نے اپنی احادیث میں واضح کیا ہے۔ جو کہ ان امور کو بجالانے اور نواہی کو ترک کر دینے کا نام ہے جن کی وضاحت اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب اور اپنے امین رسول کی زبان مبارک کے ذریعہ فرمادی ہے۔

مومن مردوں اور عورتوں کی صفات

اہل اسلام کے لئے ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن پاک میں غور و فکر کریں اور سمجھیں اور رسول اکرم ﷺ کی سنت کو سیکھیں اور پھر ان دونوں پر قائم رہیں۔ اللہ رب العزت کی کتاب اور رسول اللہ ﷺ کی احادیث میں اوامر و نواہی کا بیان بھی موجود ہے اور مومن مردوں اور عورتوں کی ان صفات و عادات اور اعمال کا بیان بھی موجود ہے جس کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے ان کی مدح و تعریف کی ہے۔

کتاب اللہ میں غور و فکر اور عقل و تدبر کرنے اور سنت رسول ﷺ جو کہ آپ کی سیرت اور احادیث پر مشتمل ہے اس میں غور و فکر کرنے سے ہم ان صفات کو معلوم کر سکتے ہیں۔ جیسے کہ سورۃ الفرقان کی آخری آیات میں بھی اللہ رب العزت نے صفات المومنین کا تذکرہ اس انداز میں فرمایا ہے۔

﴿ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلَامًا۔ وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّ قِيَامًا۔ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا اِنَّهَا سَاءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّ مُقَامًا۔ وَالَّذِيْنَ اِذَا اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ

ذٰلِكَ قَوَامًا ۔ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ ۔ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ۔ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهِ مُهَانًا ۔ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۔ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ۔ وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ۔ وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا ۔ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ﴾ (سورۃ الفرقان: ۶۳۔۷۴)

مذکورہ آیات کا ترجمہ بالترتیب صفات کے تذکرہ کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

(۱) پہلی صفت: پروقار عاجزانہ چال

جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا ﴾

(سورۃ الفرقان: ۶۳)

"رحمٰن کے سچے بندے وہ ہیں جو زمین پر آرام و سکون سے چلتے ہیں"۔

(۲) دوسری صفت: جاہلوں سے بحث و تکرار سے گریز کرنا

دوسری صفت جاہلوں سے بحث و تکرار سے پرہیز کرنا جیسا کہ ارشاد باری ہے۔

وَاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا (سورۃ الفرقان: ۶۳)

"اور جب بے علم لوگ ان سے گفتگو کرنے لگتے ہیں تو وہ کہہ دیتے ہیں سلام ہے (یعنی بے فائدہ بحث اور الجھاؤ سے بچتے ہیں)"۔

(۳) تیسری صفت: قیام اللیل کا اہتمام

اللہ والوں کی تیسری صفت یہ ہے کہ وہ راتوں کو زندہ و جاوید رکھتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّداً وَّ قِيَامًا (سورة الفرقان: ۶۴)

"جو اپنے رب کے حضور سجدے اور قیام میں راتیں گزار دیتے ہیں"۔

(۴) چوتھی صفت: عذاب جہنم سے پناہ مانگنا

مومنوں کی چوتھی صفت یہ ہے کہ وہ ہمیشہ جہنم کے عذاب سے پناہ مانگتے رہتے ہیں۔ جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا۔ اِنَّهَا سَاءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّ مُقَامًا (سورة الفرقان: ۶۴۔۶۵)

"اور وہ لوگ جو یہ دعا کرتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہم سے جہنم کا عذاب پرے ہی پرے رکھ۔ کیونکہ اس کا عذاب چمٹ جانے والا ہے۔ بے شک وہ ٹھہرنے اور رہنے کے لحاظ سے بدترین جگہ ہے"۔

(۵) پانچویں صفت: خرچ کرنے میں میانہ روی

مومنوں کی پانچویں صفت یہ ہے کہ وہ خرچ کرتے وقت میانہ روی سے کام لیتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَالَّذِيْنَ إِذَا اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَ كَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ﴾

(سورة الفرقان: ۶۷)

"اور جو خرچ کرتے وقت نہ تو فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ بخیلی بلکہ ان دونوں کے درمیان اعتدال اور میانہ روی سے خرچ کرتے ہیں"۔

نوٹ: اللہ تعالیٰ کی راہ میں بہت زیادہ خرچ کرنا اسراف نہیں جبکہ گناہ کے لئے تھوڑا خرچ کرنا بھی فضول خرچی ہے۔ (مترجم)

(٦) چھٹی صفت: شرک سے مکمل اجتناب کرنا

مومنوں کی چھٹی صفت یہ ہے کہ وہ شرک سے مکمل اجتناب کرتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ (سورۃ الفرقان: ٦٨)

"اور وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے کو نہیں پکارتے"۔

(٧) ساتویں صفت: قتل ناحق کا ارتکاب نہ کرنا

مومنوں کی ساتویں صفت یہ ہے کہ وہ کسی جان کو ناحق قتل نہیں کرتے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ﴾ (سورۃ الفرقان: ٦٨)

"وہ لوگ جو کسی شخص کو ناحق قتل نہیں کرتے"۔ [1]

(٨) آٹھویں صفت: زناکاری سے بچنا

اللہ والوں کی آٹھویں صفت یہ ہے کہ وہ زناکاری نہیں کرتے۔ بلکہ اس کے قریب بھی نہیں جاتے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلَا يَزْنُوْنَ ﴾ (سورۃ الفرقان: ٦٨)

---

[1] قتل حق کی درج ذیل صورتیں ہیں۔ (١) جو مرتد ہو جائے۔ (٢) جو شادی شدہ ہو کر زنا کرے۔ (٣) جو کسی کو ناحق قتل کرے۔ اسی طرح میدان جنگ میں کافر کو بھی مارا جائے گا وغیرہ۔ دیکھئے (اشرف الحواشی آیت ہذا کی تفسیر)

"اور وہ زنا کے مرتکب نہیں ہوتے"۔

مشرک' قاتل اور زانی کی سزا

جو لوگ شرک' قتل ناحق اور زنا کے مرتکب ہوتے ہیں۔ ان کے لئے سخت عذاب اور سزا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ أَثَامًا۔ يُضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ﴾ (سورۃ الفرقان:٦٩)

"اور جو شخص بھی یہ کام (شرک' قتل' زنا) کرے وہ اپنے اوپر سخت وبال لائے گا۔ اس کو قیامت کے دن دوہرا عذاب ہو گا۔ اور وہ ذلت و خواری کے ساتھ اسی میں رہے گا"۔

توبہ کا دروازہ ہر وقت کھلا ہے

جو شخص مذکورہ برائیوں کا مرتکب ہو جائے (بلکہ کسی بھی جرم کا مرتکب ہو) اس کے لئے توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ إِلاَّ مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلاً صَالِحًا فَأُولٰئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّئٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا۔ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَإِنَّهٗ يَتُوْبُ إِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ﴾ (سورۃ الفرقان:٧٠۔٧١)

"مگر جو شخص توبہ کرے اور ایمان لائے اور نیک عمل کرے تو ایسے لوگوں کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں میں تبدیل کر دیتا ہے۔ اور اللہ بخشنے والا بہت مہربان ہے اور جو شخص توبہ کرے اور نیک عمل کرے وہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والا ہے"۔

یہ تمام صفات مومن مردوں اور عورتوں کے متعلقہ ہیں۔

(۹) نویں صفت: جھوٹی گواہی سے کنارہ کشی کرنا

مومنوں کی نویں صفت یہ ہے کہ وہ جھوٹی گواہی سے کنارہ کشی کرتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ﴾ (سورۃ الفرقان: ۷۲)

"وہ لوگ جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے"۔

(زور) باطل اور منکر چیز کو کہتے ہیں جیسے کفر اور گناہ کے تمام امور ہیں۔ ایمان والے نہ صرف خود ان امور سے اجتناب کرتے ہیں بلکہ ان کی مخالفت کرتے ہیں اور ان کے خلاف برسرپیکار بھی رہتے ہیں۔

(۱۰) دسویں صفت: لغویات سے پرہیز

دسویں صفت اہل ایمان کی یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ لغویات (جس میں شرعاً کوئی فائدہ نہ ہو) سے پرہیز کرتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَإِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ﴾ (سورۃ الفرقان: ۷۲)

"اور جب کبھی کسی لغو (بے ہودہ) بات پر ان کا گزر ہوتا ہے تو وہ شرافت سے گزر جاتے ہیں"۔

بلکہ اس سے اعراض کرتے ہیں جیسے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَإِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ أَعْرَضُوْا عَنْهُ وَقَالُوْا لَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ ﴾ (سورۃ القصص: ۵۵)

"اور جب بے ہودہ بات کان میں پڑتی ہے تو اس سے اعراض کر لیتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ہمارے عمل ہمارے لئے اور تمہارے عمل تمہارے لئے ہیں"۔

(۱۱) گیارھویں صفت: اللہ کی آیات پوری توجہ سے سننا

گیارھویں صفت اہل ایمان کی یہ ہے کہ وہ اللہ کی آیات کو پوری توجہ سے سنتے ہیں۔ اندھے اور بہرے بن کر اوندھے منہ نہیں گرتے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا ﴾ (سورۃ الفرقان: ۷۳)

"اور جب انہیں ان کے رب کی آیات سنائی جاتی ہیں تو وہ اندھے بہرے ہوکر ان پر نہیں گرتے۔ بلکہ خشوع و خضوع سے اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرتے ہوئے اور اس کی عظمت کا اقرار کرتے ہوئے اس کے حضور سر بسجود ہو جاتے ہیں"۔

کیونکہ مومن مردوں اور عورتوں کی یہی حالت ہوتی ہے کہ جب ان کے سامنے اللہ رب العزت کی آیات پڑھی جاتی ہیں تو ان میں خشوع اور دلوں کی نرمی پیدا ہو جاتی ہے اور اپنے رب کی عظمت اور جلال کے سبب' اس سے اجر و ثواب کی امید رکھتے ہوئے اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہوئے آبدیدہ ہو جاتے ہیں۔

(۱۲) بارھویں صفت: نیک بیوی بچوں کے حصول کی دعا

مومنوں کی بارھویں صفت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ ہمیشہ نیک بیوی بچوں کے حصول کی دعا کرتے رہتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ﴾ (سورۃ الفرقان: ۷۴)

"اور وہ لوگ جو دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب تو ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما۔ اور ہمیں متقین کا امام بنا"۔

یہ تمام صفات مومن مردوں اور عورتوں میں پائی جاتی ہیں۔ اور ایسی صفات کے حاملین ہی حقیقت میں اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں۔ قُرَّةَ أَعْيُنٍ (آنکھوں کی ٹھنڈک) سے مراد یہ ہے تم اپنے بچے یا بچی کو اعمال صالحہ سے مزین دیکھو۔

ولد (اولاد) کا لفظ مذکر اور مونث دونوں کو شامل ہے۔ بیٹے اور بیٹی دونوں کے لئے بولا جاتا ہے۔ جیسا کہ حدیث مبارک میں آتا ہے۔

﴿ إِذَا مَاتَ ابْنُ آدَمَ انْقَطَعَ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثٍ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُوْلَهُ ﴾ (صحیح مسلم' کتاب الوصیة' باب ما یلحق الانسان من الثواب بعد وفاته رقم الحدیث ۱۶۳۱)

"جب آدم کا بیٹا فوت ہو جاتا ہے تو اس کے اعمال کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے مگر تین چیزوں کا ثواب اسے مسلسل ملتا رہتا ہے صدقہ جاریہ' یا وہ علم جس سے فائدہ اٹھایا جائے یا نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرتی رہے"۔

اس حدیث مبارکہ میں بھی لفظ ولد مذکر و مونث دونوں کو شامل ہے جیسے اس سے قبل اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں لفظ ولد گزر چکا ہے۔

﴿ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ ﴾ (الفرقان: ۷۴)

"وہ لوگ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں ہماری بیویوں اور اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما"۔

یعنی ایسی اولاد جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت گزار اور شریعت کی پابند ہو جس سے ان کی آنکھوں کو ٹھنڈک نصیب ہو۔ اس طرح میاں بیوی کا معاملہ ہے جب خاوند اپنی بیوی کو اللہ تعالیٰ کی فرمانبردار پاتا ہے تو اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں اور جب بیوی اپنے خاوند کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری کرتے ہوئے دیکھتی ہے تو اس

کی آنکھیں بھی ٹھنڈی ہوتی ہیں۔

پس نیک خاوند بیوی کے لئے اور نیک بیوی' خاوند کے لئے اور نیک اولاد اپنے والدین اور دیگر ایمان والے عزیز و اقارب کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک کا باعث ہے۔

(۱۳) تیرھویں صفت: پرہیزگاروں کا امام بننے کی دعا کرنا

تیرھویں صفت اہل ایمان کی یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے پرہیزگاروں کی امامت کے حصول کی دعا کرتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ إِمَامًا ﴾ (سورۃ الفرقان: ۷۴)

"اور ہمیں متقین کا امام بنا۔ یعنی خیر و بھلائی اور اللہ کی مخلوق کی ہدایت میں ہمیں پیشوا اور امام بنا"۔

صفات مذکورہ کے حاملین کا اجر و ثواب

مذکورہ تیرہ صفات کے حاملین کا اجر و ثواب اللہ تعالیٰ اس طرح واضح فرماتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ أُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا۔ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّ مُقَامًا ﴾ (سورۃ الفرقان: ۷۵۔۷۶)

"یہی وہ لوگ ہیں جنہیں ان کے صبر کے بدلے جنت کے بالاخانے ملیں گے جہاں انہیں دعاء و سلام پہنچایا جائے گا۔ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور وہ بہت اچھی جگہ ہے اور بہت عمدہ مقام ہے"۔

غُرْفَةٌ سے مراد جنت ہے۔ جنت چونکہ بلند ہے اس لئے اس کو غرفہ کہا گیا ہے۔ جنت ساتوں آسمانوں کے اوپر اور اللہ تعالیٰ کے عرش کے نیچے اعلیٰ جگہ پر واقع

ہے۔ مومنوں کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت، اس کی حرام کردہ اشیاء سے اجتناب اور مصائب پر صبر کے سبب عظیم اور اعلیٰ جنت کا مالک بنایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے حقوق کی ادائیگی اور تکلیف دہ مصائب مثلاً بیماری اور فقر، وغیرہ پر صبر کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ انہیں عظیم جزائے خیر عطا فرمائے گا۔

مومن مردوں اور عورتوں کی صفات اور اخلاق و کردار کے متعلق قرآن پاک میں کثیر آیات ہیں۔ جن میں سورۃ البقرہ کی یہ آیت بھی ہے۔

﴿ لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِى الرِّقَابِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا وَالصّٰبِرِيْنَ فِى الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴾ (سورۃ البقرہ: ۱۷۷)

سورۃ البقرہ کی مذکورہ آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے پرہیز گار مرد و خواتین کی صفات بیان فرمائی ہیں۔ جنہیں ترتیب وار بیان کیا جاتا ہے۔

(۱۴) چودھویں صفت: اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا

اللہ پاک کی ذات بابرکات پر مکمل ایمان لانا بھی مومنوں کی صفت ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ ... ﴾ (سورۃ البقرہ: ۱۷۷)

"ساری بھلائی مشرق و مغرب کی طرف منہ کرنے میں ہی نہیں بلکہ اچھا وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنے والا ہے"۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ شخص اچھا ہے جو اللہ تعالیٰ' یوم آخرت' فرشتوں' کتابوں' اور انبیاء پر ایمان لاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے رب اور الٰہ ہونے پر اور سچا معبود ہونے پر ایمان لانا۔ اور اس بات پر مکمل یقین رکھنا کہ وہی خالق و رازق ہے اور اس بات پر ایمان لانا کہ اللہ تعالیٰ اچھے ناموں اور اعلیٰ صفات کا مالک ہے جس میں کوئی اس کے مشابہہ ہے اور نہ ہی کوئی اس کا ہمسر اور شریک ہے بلکہ وہ اپنی ذات' اسماء' صفات اور افعال میں ہر لحاظ سے کامل و اکمل ہے اس میں کسی اعتبار سے بھی کوئی نقص اور عیب نہیں ہے۔ جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ۔ اَللّٰهُ الصَّمَدُ۔ لَمْ يَلِدْ۔ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا أَحَدٌ ﴾ (سورۃ اخلاص: مکمل)

"آپ کہہ دیجئے کہ وہ اللہ ایک ہی ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہ اس سے کوئی پیدا ہوا' نہ وہ کسی سے پیدا ہوا۔ اور نہ ہی اس کا کوئی ہمسر ہے"۔

(۱۵) پندرھویں صفت: یوم آخرت پر ایمان

اللہ والوں کی پندرھویں صفت یہ ہے کہ وہ یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ... ﴾ (سورۃ البقرہ: ۱۷۷)

"اور اچھا وہ ہے جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان لاتا ہے"۔

آخرت کے دن پر ایملن کا مطلب یہ ہے کہ موت کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے پر ایمان لانا۔ یعنی یہ دنیا فنا ہو جائے گی اور آخرت کا دن بپا ہو جائے گا وہی قیامت کا دن ہے جو کہ ضرور بالضرور آ کر ہی رہے گا۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو (قبروں سے) اٹھائے گا۔ جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ. ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ﴾

(سورۃ المومنون: ۱۵۔۱۷)

"پھر اس کے بعد یقیناً تم سب مرجانے والے ہو پھر قیامت کے دن بلاشبہ تم سب کو اٹھایا جائے گا"۔

اسی طرح ارشاد باری ہے:

﴿ وَاَنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ ﴾

(سورۃ الحج: ۷)

"اور یہ قیامت یقیناً آنے والی ہے جس میں کوئی شک و شبہ نہیں اور یقیناً اللہ تعالیٰ قبروالوں کو اٹھائے گا"۔

آخرت کا دن وہ ہے جس میں لوگوں کا حساب و کتاب ہو گا۔ پل صراط سے گزر ہو گا اور دائیں یا بائیں ہاتھ میں نامہ اعمال دیے جائیں گے اور اعمال کے اوزان کے لئے میزان لگایا جائے گا۔ جنت اور جہنم لائے جائیں گے جنتی جنت میں اور جہنمی جہنم میں چلے جائیں گے۔ مومن اس دن جنت' سعادت اور عزت میں ہوں گے اور کافر جہنم اور ذلت و رسوائی والے عذاب میں ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

(۱۶) سولھویں صفت: فرشتوں پر ایمان

اہل ایمان کی سولھویں صفت یہ ہے کہ وہ فرشتوں پر مکمل ایمان رکھتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ ﴾ (البقرہ: ۱۷۷)

"اور اچھا وہ ہے جو اللہ تعالیٰ' یوم آخرت اور فرشتوں پر ایمان لایا"۔

یعنی اس بات پر ایمان رکھنا کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کے اطاعت گزار اور اس کے

لشکروں میں سے ایک ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے اوامر و نواہی بندوں تک پہنچانے میں سفیر کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اور اس کی نافرمانی نہیں کرتے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ﴾ (سورۃ التحریم:٦)

"وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے۔ وہی کرتے ہیں جس کا انہیں حکم دیا جاتا ہے"۔

اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے نور سے پیدا فرمایا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کو دنیا میں نافذ کرتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ رب العزت کا فرمان ہے۔

﴿ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُونَ ۔ لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ۔ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضَى وَهُمْ مِنْ خَشْيَتِهِ مُشْفِقُونَ ﴾ (سورۃ الانبیاء:٢٦۔٢٨)

"بلکہ فرشتے اس کے باعزت بندے ہیں کسی بات پر اللہ تعالیٰ سے پیش دستی نہیں کرتے بلکہ وہ اس کے حکم پر کاربند ہیں اور وہ (اللہ تعالیٰ) ان کے آگے پیچھے کے تمام امور سے واقف ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے بغیر کسی کی سفارش بھی نہیں کر سکتے اور وہ خود ہیبت الٰہی سے لرزاں و ترساں ہیں۔

(١٧) سترھویں صفت: آسمانی کتب پر ایمان لانا

اللہ والوں کی سترھویں صفت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ تمام آسمانی کتب پر پورا ایمان رکھتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ ... ﴾ (سورۃ البقرہ:١٧٧)

"اور لیکن وہ اچھا ہے جو اللہ تعالیٰ، آخرت کے دن، تمام فرشتوں اور کتاب اللہ پر ایمان لایا"۔

کتاب سے تمام آسمانی کتب (زبور' تورات' انجیل اور قرآن) مراد ہیں۔ جن میں افضل کتاب قرآن پاک ہے۔ اہل ایمان کی یہ صفت ہے کہ وہ سابقہ انبیاء پر نازل ہونے والی تمام کتب پر ایمان رکھتے ہیں۔ جن میں سب سے آخر میں نازل ہونے والی کتاب قرآن پاک ہے۔ جو کہ تمام کتب سے اعلیٰ اور افضل ہے جسے جناب محمد ﷺ پر نازل کیا گیا ہے۔

(۱۸) اٹھارھویں صفت: تمام انبیاء پر ایمان لانا

اللہ والوں کی اٹھارھویں صفت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ تمام انبیاء پر صدق دل سے ایمان لاتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ﴾ (سورۃ البقرہ:۱۷۷)

"اور وہ اچھا وہ ہے جو اللہ تعالیٰ' یوم آخرت' تمام فرشتوں' اللہ کی کتاب اور تمام نبیوں پر ایمان لایا"۔

یعنی اہل ایمان کی یہ بھی صفت ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے تمام انبیاء و رسل پر مکمل ایمان بھی لاتے ہیں اور ان کی تصدیق بھی کرتے ہیں جناب محمد ﷺ سب نبیوں کے بعد تشریف لائے۔ جو تمام انبیاء سے افضل اور خاتم النبیین ہیں۔

(۱۹) انیسویں صفت: اللہ کی راہ میں خرچ کرنا

ایمان والوں کی انیسویں صفت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ ﴾ (سورۃ البقرہ:۱۷۷)

"اور جو مال سے محبت کے باوجود قرابت داروں' یتیموں' مسکینوں' مسافروں' سوال کرنے والوں پر اور گردنوں کے آزاد کرنے میں خرچ کرتے ہیں"۔

یعنی مال سے محبت کے باوجود وہ لوگ اپنے مال کو فقیروں' مسکینوں' رشتہ داروں پر اور اس کے علاوہ دیگر بھلائی کے کاموں اور اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کے خلاف جہاد پر خرچ کرتے ہیں۔ اور ایک دوسری آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا وَّ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴾ (سورۃ السجدہ:۱۶)

"ان کی کروٹیں اپنے بستروں سے الگ رہتی ہیں۔ اپنے رب کو خوف اور امید کے ساتھ پکارتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دے رکھا ہے اس سے خرچ کرتے ہیں"۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَاَنْفَقُوْا لَهُمْ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ﴾ (سورۃ الحدید:۷)

"اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لے آؤ اور اس مال میں سے خرچ کرو جس میں اللہ تعالیٰ نے تمہیں (دوسروں کا) جانشین بنایا ہے۔ پس تم میں سے جو ایمان لائیں اور خرچ کریں انہیں بہت بڑا ثواب ملے گا"۔

اسی طرح سورۃ البقرہ کی اس آیت میں (جو ابھی گزری ہے) ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِى الرِّقَابِ ﴾ (سورۃ البقرہ:۱۷۷)

"اور وہ باوجود مال سے محبت کے اپنا مال قرابت داروں' یتیموں' مسکینوں'

مسافروں' سوال کرنے والوں اور گردنوں کے آزاد کرنے میں خرچ کرتے ہیں۔ یعنی وہ قرابت داروں' یتیموں' مسکینوں پر اور ان مسافروں پر مال خرچ کرتے ہیں جو شہروں سے گزرتے ہیں اور ان کے پاس زاد راہ ختم ہو جاتا ہے اور ان پر بھی خرچ کرتے ہیں جو اپنی مسکنت اور ضرورت کے سبب لوگوں سے سوال کرتے ہیں۔ اور ان مجہول الحال سائلین پر بھی خرچ کرتے ہیں جن کو کوئی پہنچانتا نہیں ہے۔

اور (فِي الرِّقَابِ) کا معنی یہ ہے جو گردنوں کے آزاد کرنے میں خرچ کرتے ہیں یعنی غلام مردوں اور غلام عورتوں اور قیدیوں کے آزاد کرنے میں خرچ کرتے ہیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

﴿ وَأَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ ﴾ (سورۃ البقرہ: ۱۷۷)

"اور جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوۃ ادا کرتے ہیں"۔

یعنی اہل ایمان نماز کی ادائیگی پابندی کے ساتھ کرتے ہیں اور نماز کی حفاظت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق نماز کو عین مقررہ وقت پر ادا کرتے ہیں۔ اور وہ زکوٰۃ کی ادائیگی کرتے ہیں جیسے اللہ نے اس کی ادائیگی کا حکم فرمایا ہے۔

(۲۰) بیسویں صفت: عہد کی پابندی کرنا

اللہ والوں کی بیسویں صفت یہ ہے کہ وہ عہد کی پابندی کرتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوْا ﴾ (سورۃ البقرہ: ۱۷۷)

"وہ لوگ جو کسی سے جو بھی وعدہ کرتے ہیں اس کو پورا نبھاتے ہیں۔ یعنی وعدہ پورا کرتے ہیں۔ دھوکہ اور فریب نہیں دیتے"۔

(۲۱) اکیسویں صفت: مصائب اور لڑائی کے وقت صبر

ایمان والوں کی اکیسویں صفت یہ بیان کی جا رہی ہے کہ وہ تمام مصائب پر اور لڑائی کے وقت صبر کا دامن نہیں چھوڑتے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَالصّٰبِرِیْنَ فِی الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِیْنَ الْبَاْسِ ﴾ (سورۃ البقرہ: ۱۷۷)

"اور وہ لوگ جو تنگدستی' دکھ درد اور لڑائی کے وقت صبر کرتے ہیں"۔

یعنی وہ لوگ جو تنگدستی جیسے فقیری اور دکھ درد جیسے بیماریاں' تکالیف اور زخم وغیرہ میں صبر کرتے ہیں۔ (حِیْنَ الْبَاْسِ) سے مراد قتال اور جنگ کا وقت ہے۔

مذکورہ صفات والے سچے اور پرہیزگار ہیں

صفت ۱۴ سے ۲۱ تک مذکورہ تمام صفات والوں کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴾ (سورۃ البقرہ: ۱۷۷)

"یہی سچے لوگ ہیں اور یہی پرہیزگار ہیں"۔

یہ لوگ اس لئے سچے ہیں کہ انہوں نے اعمال صالحہ اور تقویٰ سے اپنے ایمان کو ثابت کر دیا ہے۔

(۲۲) بائیسویں صفت: نماز مکمل خشوع سے ادا کرنا

اللہ تعالیٰ نے سورۃ الانفال اور سورۃ التوبہ میں مومنوں کی دیگر صفات کا بھی تذکرہ فرمایا ہے۔ اسی طرح سورۃ المومنون میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ۔ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلٰوتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ﴾

(المومنون: ۱'۲)

"یقیناً مومنوں نے فلاح حاصل کرلی جو اپنی نماز میں خشوع کرتے ہیں"۔

(۲۳) تیئسویں صفت: کتاب اللہ میں غور و فکر کرنا

اللہ تعالیٰ نے مختلف جگہوں پر مومنوں کے اخلاق و عادات اور صفات کا تذکرہ کیا ہے۔ جو شخص قرآن پاک کو توجہ سے پڑھے اور اس میں غور و فکر کرے اس کو ان صفات کا علم ہو جائے گا۔ اس لئے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿ كِتَابٌ اَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِيَدَّبَّرُوْا اٰيَاتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ أُولُوا الْاَلْبَابِ ﴾ (سورة ص:۲۹)

”یہ بابرکت کتاب ہے جسے ہم نے آپ کی طرف اس لئے نازل فرمایا ہے کہ لوگ اس کی آیات پر غور و فکر کریں اور عقل والے اس سے نصیحت پکڑیں“۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ إِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِىْ لِلَّتِىْ هِىَ أَقْوَمُ ﴾ (سورة الاسراء:۹)

”یقیناً یہ قرآن وہ راستہ دکھاتا ہے جو بالکل سیدھا ہے“۔

اسی طرح ارشاد باری ہے:

﴿ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَاءٌ ﴾ (سورة فصلت: ۴۴)

”کہہ دیجئے یہ (قرآن) ایمان والوں کے لئے ہدایت اور شفا ہے“۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ أَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ أَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ أَقْفَالُهَا ﴾ (سورة محمد: ۲۴)

”کیا یہ لوگ قرآن پاک میں غور و فکر نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر تالے لگے ہوئے ہیں“۔

پس میں اپنے آپ کو اور اپنے تمام دینی بھائیوں اور بہنوں کو اور عام لوگوں کو اس بات کی نصیحت کرتا ہوں کہ وہ قرآن پاک کو پڑھیں اور اس کے معانی پر غور

کریں اور اس کو زبانی یاد کریں۔ ذوق و شوق' حرص و طمع اور باقاعدگی سے اوپر دیکھ کر اس کی تلاوت کریں۔ اور اگر حافظ قرآن ہیں تو زبانی اس کی تلاوت کریں۔ لیکن غور و خوض اور عقل و تدبر اور فائدہ کے حصول کو مد نظر رکھ کر پڑھیں۔

اس طرح اس پر عمل بھی کریں اور اس کو سمجھنے کی بھی کوشش کریں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کو اتارا ہی اس لئے ہے کہ اس پر عمل کیا جائے اور اس کو سیکھا اور سمجھا بھی جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَهٰذَا كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴾

(سورۃ الانعام: ۱۵۵)

"اور یہ کتاب ہے جسے ہم نے بابرکت بنا کر بھیجا ہے۔ پس اس کا اتباع کرو اور ڈرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے"۔

قرآن پاک صرف پڑھنے اور حفظ کرنے کے لئے ہی نہیں نازل کیا گیا۔ کیونکہ حفظ و قرأت تو اس کو سمجھنے کا ایک وسیلہ ہے۔ بلکہ اس کا اصل مقصود تو یہ ہے کہ اس پر عمل کیا جائے اور اس کی اتباع کی جائے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہوئے کتاب و سنت کا علم حاصل کیا جائے۔ اور اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کیا جائے اور نواہی کو ترک کیا جائے۔

سورہ توبہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے جس میں یہ تمام باتیں مذکور ہیں۔

﴿ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ أُولٰئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ۔ إِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴾ (التوبہ: ۷۱)

"مومن مرد اور مومنہ عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے دوست (معاون) ہیں۔ وہ بھلائیوں کا حکم دیتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں۔ نمازیں پابندی

سے پڑھتے ہیں۔ زکوۃ ادا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن پر بہت جلد اللہ تعالیٰ رحم فرمائے گا بے شک اللہ تعالیٰ غلبے والا حکمت والا ہے"۔

مومن مردوں اور عورتوں کی صفات اور ان کے واجباب کے متعلق یہ ایک جامع آیت ہے۔

آیت ہذا میں مذکورہ مومنوں کی صفات ترتیب وار علیحدہ علیحدہ بیان کی جاتی ہیں۔

(۲۴)چوبیسویں صفت: اہل ایمان سے دوستی

ایمان والوں کی چوبیسویں صفت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ ایک دوسرے سے (اللہ کی رضا کے لیے) دوستی رکھتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ﴾ (سورۃ التوبہ:۷۱)

"مومن مرد اور مومنہ عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے دوست (خیر خواہ) ہوتے ہیں"۔

آپس میں دوستی کا تقاضا

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ مومن مرد اور مومنہ عورتیں آپس میں اللہ کے لئے ایک دوسرے کو نصیحت کرتے ہیں اور محبت کرتے ہیں۔ ایک دوسرے کو حق کی تلقین اور اس پر صبر کی تاکید کرتے ہیں۔ اور نیکی اور تقویٰ کی بنیاد پر ایک دوسرے کا تعاون کرتے ہیں۔ تمام مومن مردوں اور مومنہ عورتوں کی یہی صفت ہے کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کے مہربان ہیں۔ مومن مرد اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اپنے مسلمان بھائی اور مسلمان عورت کا خیر خواہ ہوتا ہے۔

اسی طرح ایک مومنہ عورت اللہ کی رضا کے لئے اپنے مسلمان بھائی اور مسلمان عورت کی بہی خواہ ہوتی ہے۔

ہر ایک پر واجب ہے کہ وہ دوسرے کی خیر خواہی کرے۔ اور اسے اس کی دعوت دے اور جب وہ اس پر قائم دائم ہو جائے تو وہ خوشی کا اظہار کرے اور اس سے برائی کو دور کرے' نہ اس کی غیبت کرے اور نہ ہی کوئی ایسی بات کرے جو اس کی عزت و آبرو کے منافی ہو اور نہ اس کی چغلی کھائے اور نہ اس کے خلاف جھوٹی گواہی دے نہ ہی اس کو گالی دے اور نہ اس پر کوئی جھوٹا دعویٰ کرے۔ کیونکہ مومن مرد اور عورتیں ایسی ہی صفات کے مالک ہوتے ہیں۔

جب تم دیکھو کہ تمہاری طرف سے دوسرے مسلمان بھائی کو غیبت' گالی' چغلی اور جھوٹ وغیرہ کے ساتھ تکلیف پہنچ رہی ہے تو یقین کر لو کہ تمہارا ایمان ناقص اور کمزور ہے۔ اور تم کمزور ایمان والے ہو۔

اگر تیرا ایمان مکمل اور پورا ہوتا تو تو غیبت' چغلی' جھوٹے دعویٰ' جھوٹی گواہی' جھوٹی قسم یا گالیاں وغیرہ دے کر اپنے بھائی پر ظلم اور زیادتی نہ کرتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان' اللہ تعالیٰ کا ڈر' نیکی اور ہدایت سب انسان کو اپنے دینی بھائی اور بہن پر ظلم و تعدی سے منع کرتے ہیں۔ چاہے وہ ظلم غیبت' گالی گلوچ' جھوٹ' باطل دعویٰ اور جھوٹی گواہی وغیرہ کی صورت میں ہو یا کسی دوسری قسم سے متعلقہ ہو۔ اس کا ایمان اس کو اس قسم کی تمام زیادتیوں سے منع کرتا ہے۔

(۲۵) پچیسویں صفت: نیکی کا حکم کرنا اور برائی سے روکنا

اہل ایمان کی پچیسویں صفت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے منع کرتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ﴾ (سورۃ التوبہ:۷۱)

"وہ بھلائیوں کا حکم کرتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں"۔

امت مسلمہ کی اصلاح اور نصرت دین کے لئے یہ بہت بڑا فریضہ ہے۔ ہلاکت' گناہ اور شرور کے فیصلے اسی کی بنیاد پر کیے جاتے ہیں۔ مومن مرد و زن ایک دوسرے کو نیکی کا حکم کرتے ہیں اور برائی سے منع کرتے ہیں۔ مومن مرد جب اپنے بھائی میں کوئی برائی دیکھتا ہے تو وہ خاموش نہیں رہ سکتا۔ بلکہ اس کو روکتا ہے۔ اسی طرح جب وہ اپنی بہن' پھوپھی' خالہ یا کسی دوسری عزیزہ میں کوئی برائی دیکھتا ہے تو اس کو منع کرتا ہے۔

مومن آدمی جب اپنے دینی بھائی یا بہن میں یہ بات دیکھتا ہے کہ وہ فرائض میں کوتاہی کرتا ہے تو وہ اس کو ایسا کرنے سے روکتا ہے اور نیکی کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ لیکن یاد رہے کہ وہ یہ تمام معاملات نرم گوئی' حکمت و دانائی اور حسن اسلوب سے سرانجام دے۔ جب وہ دیکھے کہ اس کا دینی بھائی نماز میں سستی سے کام لیتا ہے۔ یا غیبت اور چغلی کھاتا ہے یا سگریٹ نوشی کرتا ہے یا نشہ کرتا ہے یا والدین کی نافرمانی کرتا ہے یا قطع رحمی کرتا ہے تو وہ اس کو حسن کلام اور حسن اسلوب سے ان باتوں سے منع کرے۔ برے القابات اور سخت رویہ اختیار نہ کرے۔ بلکہ نرمی سے اسے سمجھائے کہ یہ کام اس کے لئے جائز نہیں۔

اسی طرح جب وہ اپنی دینی بہن میں کوئی برائی دیکھتا ہے کہ وہ والدین کی نافرمانی کرتی ہے یا اپنے خاوند کو تکلیف پہنچاتی ہے یا اولاد کی تربیت میں کوتاہی کرتی ہے یا نماز میں سستی سے کام لیتی ہے تو وہ اس کو ایسا کرنے سے روکتا ہے اگرچہ وہ اس کا خاوند' اس کا باپ' اس کا بھائی' اس کے بھائی کا بیٹا یا اس کی بہن کا بیٹا ہو یا قریبی تو نہ ہو لیکن اس کو جاننے والا ہو کہ فلاں برائی اس میں موجود ہے۔

اسی طرح مومنہ عورت جب اپنے خاوند میں کوئی برائی دیکھتی ہے تو وہ اسے

منع کرتی ہے۔ مثلاً جب وہ دیکھتی ہے کہ اس کا خاوند شراب پیتا ہے یا سگریٹ نوشی کرتا ہے یا نماز میں سستی کرتا ہے یا مسجد میں جانے کی بجائے گھر میں ہی نماز پڑھتا ہے (بغیر شرعی عذر کے) تو وہ اس کو اچھے اسلوب اور حسن کلام سے اس برائی سے روکتی ہے کہ اللہ کے بندے اللہ تعالیٰ سے ڈر اور اس کی فرمانبرداری اختیار کر۔ یہ کام تیرے لئے جائز نہیں بلکہ تجھے چاہیے کہ پابندی سے باجماعت نماز پڑھا کرے اور تمام وہ امور جو اللہ تعالیٰ نے تجھ پر حرام کیے ہیں مثلاً نشہ آور اشیاء' سگریٹ نوشی' داڑھی منڈوانا مونچھیں بڑھانا اور کپڑے نیچے لٹکانا سب چھوڑ دے۔

ایسے تمام منکرات کا انکار کرنا اور ان سے اجتناب کرنا تمام مومن مردوں اور عورتوں اور نیک لوگوں پر حتیٰ کہ خاوند' بیوی' بھائی' قریبی رشتہ دار' پڑوسی اور ہر بیٹھے اور کھڑے پر فرض ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ مومن مردوں اور عورتوں کی صفات کے بارہ میں ارشاد فرماتے ہیں۔

﴿ يَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ﴾ (سورۃ التوبہ:۷۱)

''کہ وہ نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے منع کرتے ہیں''۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿ اِنَّ النَّاسَ اِذَا رَأَوُا الْمُنْكَرَ فَلَمْ يُغَيِّرُوْهُ أَوْشَكَ أَنْ يَّعَمَّهُمُ اللّٰهُ بِعِقَابِهِ ﴾

(سنن ابن ماجه' ابواب الفتن' باب الامر بالمعروف والنهى عن المنكر' رقم الحديث: ۴۰۰۵۔ حدیث صحیح ہے۔

''یقیناً جب لوگ برائی کو دیکھ اس کو نہیں روکیں گے تو عنقریب اللہ تعالیٰ انہیں اپنے عذاب میں پکڑے گا۔

اسی طرح رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿ مَنْ رأى مِنْكُمْ مُنْكَراً فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهٖ فَإِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ فَإِنْ لَّمْ

يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ وَذٰلِكَ أَضْعَفُ الايْمَانِ ﴾ (صحیح مسلم' کتاب الایمان' باب بیان کون النهی عن المنکر من الایمان' رقم الحدیث: ۴۹)

"تم میں سے جو شخص برائی دیکھے اس کو اپنے ہاتھ سے ختم کرے' اگر طاقت نہ ہو تو پھر زبان سے روکے' لیکن اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو پھر دل سے اس کو برا جانے۔ اور یہ کمزور ترین ایمان ہے"۔

یہ حدیث مبارک تمام منکرات کے بارے میں عام ہے چاہے وہ برائی راستہ میں ہو یا گھر میں ہو یا مسجد میں ہو یا بازار میں' گاڑی میں ہو یا جہاز میں یا کسی بھی مقام پر ہو۔ اسی طرح تمام مرد و زن اس کے حکم میں شامل ہیں۔

عورت اور مرد سب کے سب "امر بالمعروف" اور "نہی عن المنکر" کا فریضہ سرانجام دیں۔ کیونکہ اس میں مجموعی اصلاح و نجات مضمر ہے۔

برائی دیکھ کر بھی خاوند' بھائی یا کسی رشتہ دار اور تعلق والے کی خاطر خاموش رہنا جائز اور درست نہیں ہے البتہ سختی اور ترشی کی بجائے حسن اسلوب اور نرم گوئی سے کام لینا چاہیے اور مناسب وقت کا لحاظ ضرور کرنا چاہئے کیونکہ بسا اوقات بعض لوگ ایک وقت میں کسی بات کو سننے کے لئے تیار نہیں ہوتے جب کہ کسی دوسرے مناسب وقت میں وہ اسی بات کو بخوشی قبول کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔

مومن مرد اور مومنہ عورتیں نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کا فریضہ سرانجام دینے میں موقع و مناسبت کا خیال رکھتے ہیں اور مایوس نہیں ہوتے بلکہ اس امید پر وہ مسلسل برائی سے روکتے اور نیکی کا حکم دیتے رہتے ہیں کہ آج نہیں تو کل ضرور ان باتوں کو قبول کیا جائے گا۔ وہ یہ کام اللہ تعالیٰ پر حسن ظن اور اس سے اجر و ثواب کی امید رکھتے ہوئے کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور بندوں کی خیر خواہی کی خاطر اس سلسلہ کو جاری رکھتے ہیں۔

(۲۶) چھبیسویں صفت: نماز کی پابند کرنا

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَيُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ ﴾ (سورة التوبہ:۷۱)

"اور وہ نماز قائم کرتے ہیں"۔

یعنی مومن مرد و زن نماز کی پابندی کرتے ہیں اور وقت پر ان کی ادائیگی کرتے ہیں۔ اور تمام اہل اسلام مؤذن کی آواز حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ ۔ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ (آؤ نماز کی طرف، آؤ کامیابی کی طرف) سن کے فوراً مسجد میں جا کر اپنے دوسرے مسلمان بھائیوں کے ساتھ مل کر باجماعت نماز ادا کرتے ہیں۔ اور پانچوں اوقات میں اذان سنتے ہی جلدی جلدی مسجد میں چلے جاتے ہیں۔ تمام مسلمانوں پر فرض ہے کہ اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کریں اور اس (غفلت و سستی) میں مبتلا ہونے سے ڈریں جس میں لوگوں کی اکثریت مبتلا ہے۔ یعنی منافقوں کی طرح جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کی بجائے گھر میں ہی (بغیر عذر شرعی کے) نماز پڑھ لینا۔ اللہ تعالیٰ انہیں معاف فرمائے بسا اوقات فجر کی نماز کو لیٹ کر کے طلوع شمس کے بعد اس وقت پڑھتے ہیں جب کام کو جانے کا وقت ہوتا ہے۔ اور بسا اوقات نماز بالکل پڑھتے ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان میں شامل نہ فرمائے۔ (آمین) یہ بہت بڑی آفت اور خطرناک برائی ہے۔ نماز دین کا ستون ہے جس نے اس کی حفاظت کی اس نے اپنے دین کی حفاظت کی اور جس نے نماز کو ضائع کیا گویا اس نے تمام دین کو ضائع کر دیا۔ اور جس نے نماز چھوڑی اس نے کفر کیا۔ نبی ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

﴿ اَلْعَهْدُ الَّذِيْ بَيْنَنَا وَ بَيْنَهُمُ الصَّلٰوةُ فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ ﴾ (سنن النسائی، کتاب الصلٰوة، باب الحکم فی تارک الصلٰوة، رقم الحدیث: ۴۶۲۔ مسند امام احمد ۳۴۶/۵۔ ترمذی، کتاب الایمان، باب ماجاء فی ترک الصلٰوة،

رقم الحدیث ۲۶۲۱)

"ہمارے اور ان (کافروں) کے درمیان نماز کا عہد و پیاں ہے پس جس نے اس کو چھوڑا اس نے کفر کیا"۔

اس حدیث کے حکم میں تمام مرد اور عورتیں شامل ہیں۔

اسی طرح رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

﴿ بَيْنَ الرَّجُلِ وَ بَيْنَ الْكُفْرِ وَالشِّرْكِ تَرْكُ الصَّلٰوةِ ﴾ (صحیح مسلم' کتاب الایمان' باب بیان اطلاق اسم الکفر علی من ترک الصلوٰۃ' حدیث: ۸۲۳۴)

"آدمی اور کفرو شرک کے مابین نماز کا فرق ہے"۔

اذان سن کر مسجد میں جانا فرض ہے

اس لئے کسی مومن مرد اور مومنہ عورت کے لئے اس مسئلہ میں سستی کا کوئی جواز نہیں ہے۔ اور نہ ہی (بغیر عذر شرعی کے) گھر میں نماز پڑھی جا سکتی ہے۔ بلکہ اذان سن کر مسجد میں حاضر ہونا فرض ہے۔ نبی ﷺ فرماتے ہیں:

﴿ مَنْ سَمِعَ النِّدَاءَ فَلَمْ يَأْتِهِ فَلاَ صَلٰوةَ لَهُ اِلاَّ مِنْ عُذْرٍ ﴾ (سنن ابن ماجه' کتاب المساجد' باب التغليظ فی التخلف عن الجماعة' حدیث: ۷۹۳' حدیث صحیح ہے۔

"جو کسی شرعی عذر کے بغیر اذان سن کر مسجد میں نہ آئے تو اس کی نماز نہ ہو گی"۔

رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک نابینا آدمی آیا۔ اس نے کہا یارسول اللہ ﷺ میں نابینا ہوں اور مجھے مسجد کی طرف لے جانے والا بھی کوئی نہیں کیا مجھے گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت ہے؟ آپ نے فرمایا کیا تم اذان سنتے ہو اس نے کہا جی ہاں۔ آپؐ نے فرمایا تو پھر اس کا جواب دو (یعنی مسجد میں جا کر نماز پڑھو)۔

دیکھئے اس شخص کو جو نابینا تھا اور کوئی اسے مسجد تک لے جانے والا بھی نہ تھا آپ نے گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت نہیں دی تو جو صحت مند اور بینا ہے اس کو کیسے اجازت مل سکتی ہے۔

اور یہ بات بھی حدیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ اٰمُرَ بِالصَّلٰوةِ فَتُقَامَ ثُمَّ اٰمُرَ رَجُلاً فَيَؤُمَّ النَّاسَ ثُمَّ أَنْطَلِقَ بِرِجَالٍ مَعَهُمْ حُزَمٌ مِنْ حَطَبٍ إِلٰى رِجَالٍ لَا يَشْهَدُوْنَ الصَّلٰوة فَأُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوْتَهُمْ (صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب وجوب صلاۃ الجماعۃ، رقم الحدیث: ۶۴۴۔ صحیح مسلم، کتاب المساجد و مواضع الصلوٰۃ، باب فضل صلاۃ الجماعۃ، رقم الحدیث: ۶۵۱)

”میں یہ چاہتا ہو کہ میں جماعت کھڑی کرنے کا حکم دوں اور اپنی بجائے کسی دوسرے آدمی کو جماعت کروانے کے لئے کہوں اور میں جاؤں اور میرے ساتھ کچھ آدمی لکڑیاں اٹھائے ہوئے جائیں اور میں ان لوگوں کے پاس جاکر ان کے گھروں کو آگ سے جلا دوں جو نماز پڑھنے کے لئے (مسجد میں) حاضر نہیں ہوئے۔

نماز میں سستی کرنا منافقوں کا شیوہ ہے

مذکورہ حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ نماز کس قدر عظیم امر ہے۔ پس نماز کی پابندی کرنا اور (اذان سنتے ہی) فوراً مسجد میں جانا اور اس معاملہ میں سستی اور کاہلی سے مکمل اجتناب کرنا فرض ہے کیونکہ نماز کے معاملہ میں کاہلی اور غفلت اختیار کرنا منافقوں کا شیوہ ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے محفوظ رکھے آمین۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ إِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ وَإِذَا قَامُوْا إِلَى الصَّلٰوةِ

قَامُوْا كُسَالٰى يُرَاءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴾ (النساء: ۱۴۲)

”بے شک منافق اللہ تعالیٰ سے چالبازیاں کرتے ہیں اور وہ انہیں اس چالبازی کا بدلہ دینے والا ہے اور جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو بہت سستی اور کاہلی کی حالت میں کھڑے ہوتے ہیں۔ صرف لوگوں کو دکھاتے ہیں۔ ذکر الٰہی تو برائے نام تھوڑا ہی کرتے ہیں“۔

پس ہر مسلمان مرد اور عورت پر نماز کی پابندی کرنا فرض ہے کیونکہ نماز دین اسلام کا ستون اور کلمہ شہادت کے اقرار کے بعد یہ اسلام کا سب سے اہم رکن ہے۔ جس نے اس کی حفاظت کی اس نے اپنے دین کی حفاظت کی اور جس نے اس کو ضائع کیا اس نے اپنا سارا دین ضائع کر دیا۔ (وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ)

نماز میں خشوع اور امام کی متابعت ضروری ہے

نماز کی محافظت میں یہ بات بھی شامل ہے کہ نماز کو پورے خشوع سے ادا کیا جائے اور ادا کرتے وقت امام صاحب سے آگے نہ بڑھا جائے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۔ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ﴾

(المومنون: ۱، ۲)

”یقیناً مومن کامیاب ہو گئے۔ وہ جو اپنی نمازوں میں خشوع کرتے ہیں“۔

اسی طرح رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿ أَسْوَأُ النَّاسِ سَرِقَةً الَّذِيْ يَسْرِقُ صَلَاتَهُ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) كَيْفَ يَسْرِقُ صَلَاتَهُ قَالَ لَا يُتِمُّ رُكُوْعَهَا وَلَا سُجُوْدَهَا ﴾

(مسند امام احمد ۵/۳۱۰ و صححه الحاكم ووافقه الذهبی، انظر مشكوة المصابيح (الالبانی)، رقم الحديث: ۸۸۵)

"لوگوں میں بدترین چور نماز کا چور ہے آپؐ سے کہا گیا کہ آدمی نماز میں کیسے چوری کرتا ہے تو آپؐ نے فرمایا کہ وہ نماز میں رکوع اور سجدہ پورا نہیں کرتا۔

اور جب نبی ﷺ نے اس آدمی کو دیکھا جو اپنی نماز میں غلطی کر رہا تھا اس نے نہ رکوع پورا کیا تھا اور نہ ہی سجدہ مکمل کیا تھا۔ تو آپؐ نے اس کو نماز دوبارہ پڑھنے کا حکم دیا اور فرمایا:

﴿إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلٰوةِ فَأَسْبِغِ الْوُضُوْءَ ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ مَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ثُمَّ ارْكَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَعْتَدِلَ قَائِمًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ افْعَلْ ذٰلِكَ فِي صَلَاتِكَ كُلِّهَا﴾ ۔ (صحيح بخاری' كتاب الاستئذان' باب من رد فقال عليك السلام' رقم الحديث : ۶۲۵۱۔ صحيح مسلم' كتاب الصلوٰة' باب وجوب قراء ة الفاتحة فی كل ركعة' رقم الحديث : ۳۹۷)

"جب تو نماز کے لئے اٹھے تو اچھی طرح پورا وضو کر پھر قبلہ رخ ہو کر اللہ اکبر کہہ' پھر قرآن پاک میں سے جو تیرے لئے آسان ہو پڑھ' پھر پورے اطمینان سے رکوع کر' پھر سیدھا کھڑا ہو جا' پھر اطمینان سے سجدہ کر' پھر اٹھ کر (دونوں سجدوں کے درمیان) اطمینان سے بیٹھ' پھر اپنی بقیہ نماز کو اسی طریقہ سے ادا کر"۔

اکثر لوگ نماز اس قدر جلدی پڑھتے ہیں جیسے کوئی ٹھونگے مار رہا ہوتا ہے۔ یقیناً یہ بہت غلط اور ناجائز حرکت ہے۔

اس لئے کہ مندرجہ بالا حدیث کی روشنی میں جو شخص ٹھونگے مار مار کر جلدی جلدی نماز پڑھتا ہے اس کی نماز باطل ہو جاتی ہے۔

پس رکوع اور سجود میں اطمینان اور رکوع کے بعد اور دونوں سجدوں کے درمیان اعتدال (پوری طرح سیدھے ٹھہرنا) ضروری ہے۔ اسی طرح امام سے آگے بڑھنے سے بچنا چاہیے۔ جب امام اللہ اکبر کہے تو جب تک اس کی آواز پوری طرح ختم نہ ہو جائے اس وقت تک اللہ اکبر نہیں کہنا چاہیے' اسی طرح رکوع جاتے وقت جب امام پوری طرح رکوع میں نہ چلا جائے اور اس کی آوزا پوری طرح مکمل نہ ہو جائے اس وقت تک رکوع میں نہیں جانا چاہیے۔ اسی طرح سجدے میں کرنا چاہیے۔ نہ امام سے آگے بڑھنا چاہیے اور نہ ہی اس کے ساتھ ساتھ بلکہ اس کے پیچھے پیچھے چلنا چاہیے۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

﴿ إِنِّي إِمَامُكُمْ فَلَا تَسْبِقُونِي بِالرُّكُوعِ وَلَا بِالسُّجُودِ وَلَا بِالْقِيَامِ وَلَا بِالانْصِرَافِ ﴾ صحیح مسلم' کتاب الصلوٰۃ' باب تحریم سبق الامام برکوع او سجود و نحوهما' رقم الحدیث: ٤٢٦)

"بے شک میں تمہاری امامت کرواتا ہوں پس تم رکوع' سجود' قیام اور سلام پھیرنے میں مجھ سے آگے نہ بڑھو"۔

اور صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿ إِنَّمَا جُعِلَ الامَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَلَا تَخْتَلِفُوا عَلَيْهِ' فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا وَلَا تُكَبِّرُوا حَتَّى يُكَبِّرَ ' وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا' وَلَا تَرْكَعُوا حَتَّى يَرْكَعَ' وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ' فَقُولُوا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ' وَإِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوا' وَلَا تَسْجُدُوا حَتَّى يَسْجُدَ ﴾ (صحیح بخاری' کتاب الاذان' باب إقامة الصفّ مِن تمامِ الصَّلوٰة' رقم الحدیث: ٧٢٢' ٧٣٣' ٧٣٤)

"امام بنائے جانے کا مقصد یہ ہے کہ اس کی اقتدا کی جائے پس تم (آگے بڑھ

کر) اس کی مخالفت نہ کرو' جب وہ پوری طرح اللہ اکبر کہے تو اس کے بعد تم اللہ اکبر کہو' اور جب وہ مکمل رکوع میں چلا جائے تو پھر تم رکوع کرو' اور جب وہ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ (اللہ تعالیٰ نے اس شخص کی سن لی جس نے اس کی تعریف کی) کہے تو پھر تم رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ (اے ہمارے پروردگار تمام تعریفیں تیرے لیے ہیں) کہو' اور جب وہ پوری طرح سجدہ میں چلا جائے تو پھر تم سجدہ کرو۔

یہ حکم کس قدر واضح اور صاف ہے۔ ہر اس شخص کے لیے جسے اللہ تعالیٰ توفیق دے۔ لیکن بعض لوگ اللہ تعالیٰ ہمیں بچائے صبر نہیں کر پاتے بلکہ جلدی سے کام لیتے ہوئے امام سے آگے بڑھتے ہیں۔ حالانکہ اس سے بچنا فرض ہے۔

عشاء کے بعد جلدی سونا مسنون عمل ہے

رات عشاء کے بعد زیادہ (فضول) جاگنے کی بجائے جلدی سونا فجر کی نماز پابندی سے باجماعت ادا کرنے کے لئے بہت اچھا مددگار ہے کیونکہ نبی ﷺ نماز عشاء سے قبل سونے اور اس کے بعد باتیں کرنے کو ناپسند فرماتے تھے۔

پس ہر مسلمان مرد و زن پر حسب استطاعت نماز کی حفاظت کرنا' اسے وقت پر ادا کرنا اور عشاء کے بعد کم جاگنا اور جلدی سونا فرض ہے کیونکہ رات دیر تک جاگنے سے انسان فجر کی نماز کے وقت جاگ نہیں پاتا اور جماعت سے محروم رہ جاتا ہے۔ اس کے لئے ٹائم پیس کا استعمال بہت مناسب ہے۔

(۲۷) ستائیسویں صفت: نیکی میں باہمی تعاون کرنا

نماز فجر وقت پر باجماعت ادا کرنے کے لئے صبح بیدار ہونے میں میاں بیوی کو

باہمی ایک دوسرے کا اس مسئلہ میں تعاون کرنا چاہیے۔ کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿ وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ﴾

(سورۃ المائدہ: ۲)

"نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کا تعاون کرو جب کہ گناہ اور زیادتی پر کسی کی مدد نہ کرو"۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَالْعَصْرِ ۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۔ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ﴾ (سورۃ العصر: مکمل)

"زمانے کی قسم یقیناً انسان سراسر خسارے میں جا رہا ہے سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کئے اور جنھوں نے آپس میں ایک دوسرے کو حق کی نصیحت اور صبر کی تلقین کی"۔

اس لئے اللہ تعالیٰ کا عذاب آنے سے پہلے پہلے حق کی وعظ و نصیحت، نیکی کے کاموں میں تعاون اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ضرور ادا کرنا چاہیے۔

صحیح حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿ إِنَّ النَّاسَ إِذَا رَأَوُا الْمُنْكَرَ فَلَمْ يُغَيِّرُوْهُ أَوْ شَكَ أَنْ يَعُمَّهُمُ اللّٰهُ بِعِقَابِهٖ ﴾ (سنن ابن ماجه، ابواب الفتن، باب الامر بالمعروف و النهى عن المنكر، حديث: ۴۰۰۵۔ حدیث صحیح ہے۔

"جب لوگ برائی دیکھ کر اس کو نہیں مٹائیں گے تو عنقریب اللہ تعالیٰ انہیں اپنے عذاب میں مبتلا کر دے گا"۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿ اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَةُ، اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَةُ، اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَةُ، قِیْلَ لِمَنْ

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلّٰہِ وَلِکِتَابِہٖ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلائِمَّۃِ الْمُسْلِمِیْنَ و عامتھم ﴾ (صحیح بخاری' کتاب الایمان' باب قول النبی صلی اللّٰہ علیہ و سلم الدین النصیحۃ ----' رقم الحدیث ۵۷۔ صحیح مسلم' کتاب الایمان' باب بیان ان الدین النصیحۃ' رقم الحدیث : ۵۵)

"دین خیرخواہی کا نام ہے' دین خیرخواہی کا نام ہے' دین خیرخواہی کا نام ہے' آپؐ سے پوچھا گیا کس کے لئے تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے لئے' اس کی کتاب' اس کے رسول' اسلامی حکمرانوں اور عام مسلمانوں کے لئے"۔

اور جناب جریر بن عبداللہ بجلیؓ کہتے ہیں:

﴿ بَایَعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی إِقَامِ الصَّلاَۃِ وَإِیْتَاءِ الزَّکٰوۃِ وَالنُّصْحِ لِکُلِّ مُسْلِمٍ ﴾ (صحیح بخاری' کتاب الایمان' باب قول النبی صلی اللّٰہ علیہ و سلم الدین النصیحۃ .....' رقم الحدیث : ۵۷۔ صحیح مسلم' کتاب الایمان' باب بیان ان الدین النصیحۃ' رقم الحدیث : ۵۶)

"میں نے نبی ﷺ سے نماز قائم کرنے' زکوٰۃ ادا کرنے اور ہر مسلمان کی خیرخواہی کرنے پر بیعت کی تھی"۔

ہر مسلمان پر شرعی طور پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ جو بھی فائدہ مند بات سنے اس کو دوسروں تک پہنچائے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

﴿ بَلِّغُوْا عَنِّی وَلَوْ اٰیَۃً ﴾ (صحیح بخاری' کتاب أحادیث الانبیاء' باب ما ذکر عن بنی اسرائیل' رقم الحدیث : ۳۴۵۰)

"میری طرف سے تمہیں ایک فرمان بھی ملے تو اس کو دوسروں تک پہنچاؤ"۔

رسول اللہ ﷺ لوگوں کو خطبہ دیتے وقت فرمایا کرتے تھے:

﴿ لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَرُبَّ مُبَلَّغٍ أَوْعَى مِنْ سَامِعٍ ﴾ (صحیح بخاری' کتاب الحج' باب الخطبة ایام منی رقم الحدیث: ۱۷۴۱)

"جو موجود ہے وہ اپنے اس بھائی تک پہنچا دے جو یہاں موجود نہیں' کیونکہ بہت سے ایسے لوگ جنہیں بات پہنچائی جائے سننے والے سے زیادہ یاد رکھنے والے ہوتے ہیں"۔

(۲۸) اٹھائیسویں صفت: علم کی راہ پر چلنا

فضیلت علم کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

﴿ مَنْ سَلَكَ طَرِيْقًا يَلْتَمِسُ فِيْهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللّٰهُ لَهٗ بِهٖ طَرِيْقًا إِلَى الْجَنَّةِ ﴾ (صحیح مسلم' کتاب الذکر و الدعاء' باب فضل الاجتماع علی تلاوة القرآن ..... رقم الحدیث: ۲۶۹۹)

"جو شخص حصول علم کی خاطر کسی راستے پر چلتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان فرما دیتا ہے"۔

اس عظیم حدیث کے ضمن میں ہر وہ شخص بھی آ جاتا ہے جو علم سیکھنے اور اس سے مستفید ہونے کے لئے مسجد میں جاتا ہے یا کسی ایسی جگہ جاتا ہے جہاں علمی حلقے قائم ہوں یا وعظ و نصیحت کا سامان موجود ہو۔

اسی طرح رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿ مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ ﴾ (صحیح بخاری' کتاب العلم' باب من یرد اللہ به خیرا' رقم الحدیث: ۷۱۔ صحیح مسلم' کتاب الزکوٰة' باب النهی عن المسالة' رقم الحدیث: ۱۰۳۷)

"اللہ تعالیٰ جس شخص سے بھلائی کرنا چاہتا ہے اس کو دین کی سمجھ بوجھ عطا کر دیتا ہے"۔

اسی طرح رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

﴿ نَضَّرَ اللّٰهُ امْرَأً سَمِعَ مَقَالَتِي فَوَعَاهَا ثُمَّ أَدَّاهَا كَمَا سَمِعَهَا فَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ لَيْسَ بِفَقِيهٍ وَرُبَّ حَامِلِ فِقْهٍ إِلَى مَنْ هُوَ أَفْقَهُ مِنْهُ ﴾ (مسند احمد ۵/۱۸۳۔ حدیث صحیح ہے۔ دیکھئے مشکوٰۃ (الالبانی) رقم الحدیث: ۲۲۸۰)

"اللہ تعالیٰ اس شخص کو تروتازہ رکھے جو میری حدیث کو سنتا ہے پھر اس کو ذہن نشین کرتا ہے پھر جیسے اس نے سنی ہے اسی طرح اس کو آگے پہنچا دیتا ہے۔ کتنے فقیہ ہونے کا دعویٰ کرنے والے فقیہ نہیں ہوتے اور کتنے فقہ کے ایسے دعویدار ہیں کہ ان سے بڑھ کر فقیہ موجود ہوتے ہیں"۔

اسی طرح آپ ﷺ کا فرمان ہے:

﴿ مَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ اللّٰهِ يَتْلُونَ كِتَابَ اللّٰهِ وَيَتَدَارَسُونَهُ بَيْنَهُمْ إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَ ذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ ﴾ (صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء ...... باب فضل الاجتماع علی تلاوة القرآن و علی الذکر، حدیث: ۲۶۹۹)

"جو لوگ اللہ تعالیٰ کے گھروں میں سے کسی گھر میں جمع ہو کر اللہ تعالیٰ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں اور اس کی تعلیم و تدریس میں مصروف رہتے ہیں۔ ان پر سکینت نازل ہوتی ہے اور انھیں رحمت خداوندی ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے ان کو اپنے گھیرے میں لیے ہوئے ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کا تذکرہ اپنے مقرب فرشتوں میں فرماتے ہیں"۔

اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ علمی مجلسوں میں مسابقت کرنا ور ان کا اہتمام کرنا اور قرآن پاک کی تلاوت کرنا اور اس کی تعلیم و تدریس پر مشتمل اجتماعات میں ذوق و شوق سے شرکت کرنا شرعاً مستحسن ہے۔ اسی طرح ریڈیو وغیرہ پر نشر ہونے

والے ایسے دینی پروگراموں کو بھی سننا بہت مفید ہے جن میں قرآن و سنت کی نشرو اشاعت ہوتی ہے۔ ایسے پروگراموں کی سرپرستی کرنے والے لوگ صاحب علم و بصیرت اور سلفی عقیدے والے ہونے چاہئیں۔

پھر یہ بات بھی جاننا چاہئے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے جن و انس کو اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا ہے۔ اور عبادت کے لئے علم کا ہونا ضروری ہے کیونکہ جس عبادت کا انسان کو مکلف بنایا گیا ہے اس کو علم و آگہی اور تفقہ فی الدین کے بغیر نہیں سمجھا جا سکتا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ ﴾ (سورۃ الذاریت:۵۶)

"کہ میں نے جن و انس کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا فرمایا ہے"۔

عبادت جس کو سیکھنا اور سمجھنا ضروری ہے وہ چیز ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے مشروع اور پسند فرمایا ہے۔ جیسے نماز' زکوٰۃ اور روزہ وغیرہ ہے۔

(۲۹) انتیسویں صفت: زکوٰۃ ادا کرنا

انتیسویں صفت یہ ہے کہ مومن اپنے مالوں سے زکوٰۃ بھی نکالتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ ﴾ (سورۃ التوبہ:۷۱)

"وہ زکوٰۃ کی ادائیگی کرتے ہیں"۔

زکوٰۃ ادا کرنا مال کا حق ہے۔ ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ خالص اللہ تعالیٰ کی رضا' اس سے ثواب کی امید اور اس کے عذاب کے خوف سے اپنے مال میں سے زکوٰۃ کی ادائیگی کرے۔ اور حق داروں تک مال پہنچائے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں زکوٰۃ کے حق داروں کا تذکرہ فرمایا ہے:

﴿ اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِيْنِ وَالْعَامِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ

قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴾ (سورۃ التوبہ:٦٠)

"صدقات صرف فقیروں' مساکین' ان کے وصول کرنے والوں' تالیف قلوب' گردنوں کی آزادی' مقروض پر' اللہ تعالیٰ کی راہ میں اور مسافروں کے لئے ہیں۔ یہ فرض اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اللہ تعالیٰ علم و حکمت والا ہے"

(۳۰) تیسویں صفت: اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرنا

مومنوں کی تیسویں صفت یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ ہر کام میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت اور فرمانبرداری کرتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ﴾ (سورۃ التوبہ:۷۱)

"اور وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرتے ہیں"۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نماز' زکوٰۃ' مومنوں سے دوستی اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے بیان کے بعد' اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کا حکم دیا ہے۔

یعنی تمام مومن ہر کام اور ہر حالت میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرتے ہیں۔ یعنی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضہ کو سرانجام دینے میں اور نماز اور زکوٰۃ کی ادائیگی میں بلکہ تمام احکام اور نواہی میں وہ ہر حال اور ہر مقام پر اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔ اس کے بغیر دین مکمل نہیں

ہو سکتا۔

یہی لوگ قابل رحم ہیں

مذکورہ صفات کے حاملین کے متعلق اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ أُولَٰئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللَّهُ ﴾ (سورۃ التوبہ:۷۱)

"انہیں لوگوں پر عنقریب اللہ تعالیٰ رحم فرمائے گا"۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فرمان سے یہ بات واضح کر دی ہے کہ جو لوگ اللہ کے دین پر قائم دائم رہتے ہوئے اس کا حق ادا کرتے رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری کرتے ہیں۔ یہی لوگ استقامت دین' اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت اور ان پر ایمان رکھنے اور اللہ کے حق کی ادائیگی کے سبب دونوں جہانوں میں رحمت الٰہی کے مستحق ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان اس بات پر بھی دلالت کرتا ہے کہ ایسی عمدہ صفات سے منہ پھیرنے والا اور ان میں غفلت برتنے والا خود بخود اپنے آپ کو عذاب الٰہی اور اس کے غضب و غصہ کی دعوت دیتا ہے۔ کیونکہ رحمت الٰہی کا حصول تو نیک اعمال' اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اس کے احکامات کی بجاآوری سے ممکن ہے۔ اور جو شخص اپنی خواہشات اور شیطان کی پیروی کرتے ہوئے اس سے منہ پھیر لیتا ہے۔ اس کا ٹھکانہ قیامت کے دن جہنم ہو گا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَأَمَّا مَن طَغَىٰ ۔ وَآثَرَ الْحَيَوٰةَ الدُّنْيَا ۔ فَإِنَّ الْجَحِيمَ هِيَ الْمَأْوَىٰ ۔ وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ ۔ فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَىٰ ﴾

(سورۃ النازعات:۳۷)

"پس جس نے سرکشی کی اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دی' اس کا ٹھکانہ جہنم ہی

ہے' ہاں جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈر گیا اور اپنے نفس کو خواہشات سے روکا تو اس کا ٹھکانہ جنت ہی ہے''۔

دعائے خیر

پس ہم اللہ رب العزت سے اس کے اسمائے حسنیٰ اور اعلیٰ صفات کے ساتھ دعاگو ہیں کہ ہم سب مسلمانوں کو علم نافع اور عمل صالح کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے قلوب و اعمال کی اصلاح فرمائے۔ اور ہمیں حق کی تبلیغ' صبر کی تلقین' نیکی اور تقویٰ کی بنیاد پر باہمی تعاون اور آخرت کو دنیا پر ترجیح دینے کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے قلوب و اعمال کی سلامتی اور ہر جگہ موجود تمام مسلمانوں کو فائدہ پہنچانے کی حرص اور تمنا عطا فرمائے۔

ہم اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے دعاگو ہیں کہ وہ اپنے دین کی نصرت فرمائے اور اپنے کلمہ کو بلند فرمائے اور تمام مسلمان حکمرانوں کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ان کے دلوں اور ان کے اعمال کی اصلاح فرمائے اور انہیں اپنے دین کی پختہ سمجھ بوجھ عطا فرمائے اور انہیں انشراح صدر عطا فرمائے تاکہ وہ اس کی شریعت اور احکام کو نافذ کر سکیں اور اس کے مطابق فیصلے کر سکیں اور پھر اس پر قائم دائم رہیں۔

اور اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ ہم سب مسلمانوں اور اسلامی حکمرانوں کو گمراہ کن فتنوں اور گمراہی کے تمام راستوں سے محفوظ رکھے۔ اور دشمنان اسلام کو ہر جگہ ذلیل و خوار کرے اور ان کا دائرہ کار تنگ کرے۔ اور اللہ کی راہ میں برسر پیکار ہمارے بھائیوں کی ہر جگہ مدد فرمائے۔ اللہ رب العزت اس کے لائق اور قادر ہے۔ وصلی اللہ وسلم علی نبینا محمد وآلہ وصحبہ

اختتام ۲۷ شوال ۱۴۲۰ھ / بمطابق ۲ فروری ۲۰۰۰ء

بروز بدھ ۳ بجے دن مکہ مکرمہ (سیف اللہ ساجد قصوری)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رسائل فی الطہارۃ والصلاۃ

طریقہ نماز نبوی ﷺ

و

باجماعت نماز کی اہمیت

تالیف: فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ
سابق مفتی اعظم سعودی عرب

ترجمہ' تبویب و تخریج
قاری سیف اللہ ساجد قصوری
فاضل جامعہ سلفیہ فیصل آباد

کیفیۃ صلاۃ النبی ﷺ (نماز نبوی ﷺ)

یہ طریقہ نماز نبوی عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز کی طرف سے ہر اس شخص کے لئے بیان کیا جا رہا ہے جو رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان پر عمل کرتے ہوئے اسی طرح نماز پڑھنا چاہتا ہے جس طرح آپ پڑھتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿ صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِي أُصَلِّيْ ﴾ (صحیح بخاری' کتاب الاذان' باب الاذان للمسافرین إذا کانوا جماعة والاقامة ....' حدیث:۶۳۱)۔

"تم اسی طرح نماز پڑھو جیسے مجھے پڑھتے دیکھتے ہو"۔

(۱) سنت کے مطابق پورا وضو کرنا:

نماز کے لئے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق صحیح اور کامل وضو کیا جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ﴾

(سورۃ المائدہ:٦)

"اے ایمان والو! جب تم نماز کے لئے اٹھو تو اپنے منہ اور ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھولو۔ اپنے سر کا مسح کرو اور اپنے پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھولو۔

اسی طرح رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿ لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ بِغَيْرِ طُهُوْرٍ ﴾ (صحیح بخاری' کتاب الوضوء' باب لا تقبل صلاة بغیر طهور' رقم الحدیث : ۱۳۵۔ صحیح مسلم' کتاب الطهارة' باب وجوب الطهارة' للصلاة' حدیث: ۲۲۴)

"وضو کے بغیر پڑھی گئی نماز قبول نہیں کی جاتی"۔

(۲) قبلہ کی طرف متوجہ ہونا:

نماز پڑھنے والا جہاں بھی ہو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ مکمل جسم سمیت قبلہ کی طرف متوجہ ہو۔ اور جو بھی فرض یا نفل نماز پڑھنا چاہے دل سے اس کی نیت کر لے۔ زبان سے بول کر نیت نہ کرے کیونکہ زبان سے بول کر نیت کرنا نہ ہی نبی ﷺ سے ثابت ہے اور نہ ہی آپ کے صحابہ کرامؓ نے اس پر عمل کیا ہے۔

نماز کے لیے سترہ کا اہتمام کرنا:

نمازی چاہے اکیلا ہو یا امام ہو ہر دو صورتوں میں اسے سترہ کا اہتمام کرنا چاہئے۔ کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے (نمازی کے آگے) سترہ رکھنے کا حکم فرمایا ہے۔

(۳) تکبیر تحریمہ:

اب قبلہ کی طرف متوجہ ہونے کے بعد اللہ اکبر کہتے ہوئے تکبیر تحریمہ کہے۔ اور اپنی نگاہ کو اپنے سجدہ والی جگہ پر مرکوز رکھے۔

(۴) رفع الیدین کرنا:

تکبیر تحریمہ کہنے کے ساتھ نمازی اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے کندھوں یا کان کی کونپلوں کے برابر اٹھا کر رفع الیدین کرے۔

(۵) سینے پر ہاتھ باندھنا:

اس کے بعد دائیں ہاتھ کو بائیں کے اوپر سینے پر باندھے۔ اس مسئلہ کی وضاحت کے لئے حضرت وائل بن حجر اور حضرت قبیصہ بن حلب الطائی رضی اللہ عنہما سے مروی احادیث (کتب حدیث میں) موجود ہیں۔

(۶) دعائے افتتاح اور قرأت کا بیان:

سینے پر ہاتھ باندھ کر دعائے افتتاح پڑھنی چاہئے۔ اور وہ درج ذیل ہے:

﴿ اَللّٰھُمَّ بَاعِدْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ خَطَایَایَ کَمَا بَاعَدْتَّ بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ

اَللّٰهُمَّ نَقِّنِیْ مِنَ الْخَطَایَایَ کَمَا یُنَقَّی الثَّوْبُ الْاَبْیَضُ مِنَ الدَّنَسِ اَللّٰهُمَّ اغْسِلْنِیْ مِنْ خَطَایَایَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ ﴾ (صحیح بخاری' الاذان' باب ما یقول بعد التکبیر' حدیث : ۷۴۴۔ صحیح مسلم' المساجد ..... ' باب ما یقال بین تکبیرۃ الاحرام والقرأۃ' حدیث : ۵۹۸)

"اے اللہ میرے اور میرے گناہوں کے درمیان اس قدر دوری ڈال دے جس طرح تو نے مشرق و مغرب کے درمیان دوری ڈال دی ہے۔ اے اللہ مجھے گناہوں سے اس طرح پاک کر دے جس طرح سفید کپڑا میل کچیل سے پاک ہو جاتا ہے' اے اللہ میرے گناہوں کو پانی' اولوں اور برف کے ساتھ دھوڈال"۔

یا پھر اس دعا کی بجائے دوسری دعا یہ پڑھ سکتا ہے۔

﴿ سُبْحَانَكَ اَللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰی جَدُّكَ وَلاَ اِلٰهَ غَیْرُكَ ﴾ (ابوداؤد' ابواب تفریع استفتاح الصلوۃ' باب من رأی الاستفتاح بسبحانک: صحیح ترمذی ۱/۷۷۔ صحیح ابن حبان ۱/۱۳۵)

"پاک ہے تو اے اللہ اپنی تعریف کے ساتھ۔ اور تیرا نام بابرکت ہے اور تیری شان بہت بلند ہے اور تیرے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے"۔

پھر اس دعا کے بعد پڑھے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرحمٰن الرحیم "میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ شیطان مردود سے پناہ طلب کرتا ہوں۔ بہت مہربان نہایت رحم کرنے والے اللہ کے نام سے میں ابتدا کرتا ہوں۔

پھر سورہ فاتحہ پڑھے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ یَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْکِتَابِ ﴾ (صحیح بخاری' الاذان' باب وجوب القرأۃ للامام والمأموم ...' حدیث: ۷۵۶۔ صحیح مسلم' کتاب الصلوۃ'

باب وجوب قرأۃ الفاتحۃ ....' حدیث' ۳۹۴)

"جو شخص نماز میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی"۔

پھر اس کے بعد اگر جہری نماز ہو (جس میں اونچی قرأت کی جاتی ہے) تو بلند آواز سے آمین کہے پھر قرآن پاک میں سے جتنا آسانی سے پڑھ سکے پڑھے۔

(۷) رکوع کا طریقہ اور اس کی دعائیں:

پھر اللہ اکبر کہہ کر اپنے دونوں ہاتھوں کو کندھوں یا کانوں کی کونپلوں کے برابر اٹھا کر رفع الیدین کر کے رکوع میں جائے اور اپنے سر اور پیٹھ کو برابر رکھے اور ہاتھو کو گھٹنوں پر رکھ کر انگلیاں کھولے رکھے اور اطمینان سے رکوع کرے اور درج ذیل دعا پڑھے۔ تین یا اس سے زیادہ مرتبہ پڑھنا افضل ہے۔

﴿ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ ﴾ (ابوداؤد' ترمذی' دیکھئے صحیح ترمذی ۱/ ۸۳)

"پاک ہے میرا رب عظمتوں والا"

اور اگر اس کے ساتھ یہ دعا بھی پڑھے تو مستحب ہے۔

﴿ سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ﴾ (صحیح بخاری' الاذان' باب الدعاء فی الرکوع' حدیث : ۷۹۴۔ صحیح مسلم' کتاب الصلوٰۃ' باب ما یقال فی الرکوع والسجود' حدیث : ۴۸۴)

"پاک ہے تو اے ہمارے پروردگار اپنی تعریف کے ساتھ۔ اے اللہ مجھے معاف کر دے"۔

(۸) رکوع سے اٹھنے کا طریقہ اور اس کی دعائیں:

پھر اگر اکیلا یا امام ہو تو سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ (سن لی اللہ نے اس کی جس نے اس کی تعریف کی) کہہ کر اپنے دونوں ہاتھوں کو کندھوں تک یا کانوں کی کونپلوں تک

اٹھا کر رفع الیدین کرتے ہوئے رکوع سے سر اٹھائے اور پھر سیدھا کھڑا ہو کر یہ دعا پڑھے۔

﴿ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ مِلْءَ السَّمٰوٰتِ وَمِلْءَ الْأَرْضِ وَمِلْءَ مَا بَيْنَهُمَا وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ ﴾ (صحیح بخاری' الاذان' باب فضل اللهم ربنا لک الحمد' حدیث : ۷۹۹۔ صحیح مسلم' کتاب الصلٰوۃ' باب ما یقول إذا رفع رأسه من الركوع' حدیث :۴۷۶)

"اے ہمارے رب تیرے لئے ہی تمام تعریف ہے۔ تعریف بہت زیادہ اور پاکیزہ جس میں برکت کی گئی ہے' اتنی تعریف کہ بھر جائے اس سے آسمان اور بھر جائے اس سے زمین اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے' اور بھر جائے اس کے بعد ہر وہ چیز جسے تو چاہے"۔

اور اگر ان الفاظ کے ساتھ مندرجہ بالا الفاظ بھی پڑھ لئے جائیں تو اچھا ہو گا کیونکہ یہ الفاظ بھی بعض صحیح احادیث میں نبی ﷺ سے ثابت ہیں۔ وہ الفاظ یہ ہیں:

﴿ أَهْلَ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ' أَحَقُّ مَا قَالَ الْعَبْدُ وَكُلُّنَا لَكَ عَبْدٌ' اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ ﴾

(صحیح مسلم' الصلاۃ' باب ما یقول إذا رفع رأسه من الركوع' حدیث :۴۷۷)

"اے تعریف اور بزرگی کے لائق۔ سب سے سچی بات جو بندے نے کہی (وہ یہ ہے کہ) ہم سب کے سب تیرے ہی بندے ہیں اے اللہ جو تو عطا فرمائے اسے کوئی روکنے والا نہیں۔ اور جو تو روک لے اسے کوئی دینے والا نہیں۔ اور کسی صاحب حیثیت کو اس کی حیثیت تیرے ہاں کوئی فائدہ نہیں دے سکتی"۔

اور اگر مقتدی ہے تو پھر وہ رکوع سے اٹھنے کے بعد سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ

کہنے کی بجائے رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ سے آخر تک دعا پڑھے۔

اور قیام کی طرح قومہ میں بھی دونوں ہاتھ سینے پر باندھنا مستحب ہے کیونکہ نبی ﷺ سے مروی حضرت وائل بن حجر اور سھل بن سعد رضی اللہ عنہما کی احادیث ثابت ہیں جو اس مفہوم پر دلالت کرتی ہیں۔[1]

(۹) سجدہ اور اس کی دعائیں:

پھر اللہ اکبر کہہ کر سجد میں جائے اور گھٹنوں کو ہاتھو سے پہلے زمین پر رکھے لیکن اگر مشقت پیش آئے تو پھر گھٹنوں کی بجائے پہلے ہاتھ رکھ سکتا ہے۔

اپنے ہاتھ اور پاؤں کی انگلیوں کو قبلہ رخ رکھے اور ہاتھوں کی انگلیاں آپس میں ملا کر رکھے اور سجدہ مندرجہ بالا سات اعضاء پر کیا جائے۔

چہرہ مع ناک پر

دونوں ہاتھوں پر

دونوں گھٹنوں پر

اور دونوں پاؤں کی انگلیوں پر۔ (صحیح مسلم' الصلوٰۃ' باب اعضاء السجود ....' حدیث: ۴۹۰)

اور تین یا زیادہ مرتبہ یہ دعا پڑھے۔

﴿ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى ﴾ (صحیح ترمذی ۱/۸۳)

---

[1] رکوع کے بعد قومہ میں ہاتھ باندھنے یا چھوڑنے کا واضح حکم کسی حدیث میں نہیں ہے۔ البتہ امت کا تعامل ہاتھ چھوڑنا ہی ہے۔ بلکہ مشہور محدث علامہ البانی مرحوم اپنی کتاب "صلوٰۃ النبی ﷺ" میں اس کو بدعت کہتے ہیں۔ اس مسئلہ میں پیر محب اللہ شاہ راشدی کی کتاب "ارسال الیدین بعد الرکوع" کافی مفید رہے گی۔ البتہ طرفین کو تشدد کا راستہ اختیار نہیں کرنا چاہیے۔

""پاک ہے میرا رب بلند"

اور اس کے ساتھ درج ذیل دعا پڑھنا بھی مستحب ہے

﴿ سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ﴾ صحیح بخاری' الاذان' باب الدعاء فی الرکوع حدیث: ۷۹۴۔ صحیح مسلم' الصلاۃ' باب ما یقال فی الرکوع والسجود' حدیث: ۴۸۴)

"اے اللہ ہمارے پروردگار پاک ہے تو اپنی تعریف کے ساتھ اے اللہ مجھے معاف فرما"

اور ان کے علاوہ سجدہ میں بکثرت دعائیں کرنی چاہئیں۔ کیونکہ نبی ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿ فَأَمَّا الرُّكُوْعُ فَعَظِّمُوْا فِيْهِ الرَّبَّ وَأَمَّا السُّجُوْدُ فَاجْتَهِدُوْا فِي الدُّعَاءِ فَقَمِنٌ أَنْ يُّسْتَجَابَ لَكُمْ ﴾ (صحیح مسلم' کتاب الصلوۃ' باب النهی عن قراءۃ القرآن فی رکوع والسجود' حدیث ۴۷۹)

"پس رکوع میں اپنے رب کی عظمت بیان کرو اور لیکن سجدہ پس اس میں پوری کوشش سے (گڑگڑا کر) دعاء کرو تو زیادہ امید ہے کہ تمہاری دعائیں قبول کی جائیں"۔

اسی طرح آپ ﷺ کا فرمان گرامی ہے:

﴿ أَقْرَبُ مَا يَكُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَّبِّهِ وَهُوَ سَاجِدٌ فَأَكْثِرُوْا مِنَ الدُّعَاءِ ﴾

(صحیح مسلم' الصلاۃ' باب ما یقال فی الرکوع والسجود' حدیث: ۴۸۲)

"اور نماز پڑھنے والے کو چاہئے کہ اللہ رب العزت سے فرضی اور نفلی نمازوں میں اپنے لئے اور دوسرے مسلمان بھائیوں کے لئے دنیا و آخرت میں بھلائی کی دعا کرے"۔

اور حالت سجدہ میں نمازی اپنے بازوؤں کو پہلوؤں سے اور پیٹ کو رانوں سے اور رانوں کو اپنی پنڈلیوں سے نہ لگنے دے اور اپنی کہنیوں کو زمین پر نہ لگائے کیونکہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

﴿ إِعْتَدِلُوْا فِي السُّجُوْدِ وَلَا يَبْسُطْ أَحَدُكُمْ ذِرَاعَيْهِ انْبِسَاطَ الْكَلْبِ ﴾

(صحیح بخاری' الاذان' باب لا یفترش ذراعیه فی السجود' رقم الحدیث: ۸۲۲.

صحیح مسلم' الصلاۃ' باب الاعتدال فی السجود..... ' حدیث: ۴۹۳)

"تم سجدہ میں اطمینان سے کام لو اور تم میں سے کوئی شخص سجدہ میں اپنے ہاتھ کتے کی طرح نہ پھیلائے"۔

(۱۰) پہلے سجدہ سے اٹھنے اور جلسہ کا طریقہ:

پھر اللہ اکبر کہہ کر سجدہ سے سر اٹھائے اور بائیں پاؤں کو زمین پر بچھا کر اس پر بیٹھ جائے اور دایاں پاؤں کھڑا کر دے اور اپنے ہاتھوں کو رانوں اور گھٹنوں پر رکھ لے اور یہ دعا پڑھے:

﴿ رَبِّ اغْفِرْلِيْ ' رَبِّ اغْفِرْلِيْ ' رَبِّ اغْفِرْلِيْ ' اللھم اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ وَارْزُقْنِيْ وَعَافِنِيْ وَاهْدِنِيْ وَاجْبُرْنِيْ ﴾ (صحیح ابن ماجہ ۱۴۸/۱)

"اے پروردگار مجھے معاف کر دے' اے پروردگار مجھے معاف کر دے' اے پروردگار مجھے معاف کر دے' اے اللہ مجھے معاف فرما' مجھ پر رحم فرما' مجھے رزق دے' مجھے عافیت بخش' مجھے ہدایت دے اور میری تنگی دور فرما"۔

جس طرح رکوع سے اٹھنے کے بعد اعتدال اور سکون کیا تھا اسی طرح دونوں سجدوں کے درمیان جلسہ میں بھی ایسے سکون کے ساتھ بیٹھے کہ ہر ایک جوڑ اپنی اپنی جگہ پر لوٹ آئے۔ کیونکہ نبی اکرم ﷺ رکوع اور دونوں سجدوں کے درمیان طویل اعتدال اور سکون کرتے تھے۔

(۱۱) دوسرا سجدہ اور اس کی دعائیں:

دونوں سجدوں کے درمیان جلسہ میں بیٹھنے کے بعد اللہ اکبر کہہ کر دوسرے سجدہ میں جائے اور جو کچھ پہلے سجدہ میں کیا تھا وہی کچھ دوسرے سجدہ میں کرے۔

(۱۲) دوسرے سجدہ سے اٹھنے اور جلسہ استراحت کا بیان:

پھر اللہ اکبر کہہ کر دوسرے سجدہ سے سر اٹھائے۔ اور جس طرح دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھا تھا اسی طرح اب بھی کچھ دیر بیٹھے۔ اس بیٹھنے کو جلسہ استراحت کہتے ہیں۔ جو کہ علماء کے مختلف اقوال میں سے صحیح قول کے مطابق مستحب ہے۔ لیکن اگر رہ جائے تو کوئی حرج نہیں۔ اس جلسہ استراحت میں کوئی ذکر اور نہ ہی کوئی دعا پڑھی جاتی ہے۔

پھر دوسری رکعت کے لئے سیدھا کھڑا ہو جائے۔ اور اٹھتے وقت اپنے گھٹنوں پر سہارا لے کر اٹھے لیکن اگر اس طرح مشقت ہو تو پھر زمین پر ہاتھ رکھ کر بھی اٹھ سکتا ہے۔

پھر سورہ فاتحہ اور جس قدر قرآن پاک میں سے ہو سکے پڑھے اور اب اسی طرح تمام افعال سرانجام دے جیسے پہلی رکعت میں سرانجام دیے تھے۔

امام سے آگے نہ بڑھنے کا بیان

مقتدی کے لئے یہ بات جائز نہیں ہے کہ وہ امام سے سبقت کرے۔ کیونکہ نبی اکرم ﷺ نے مقتدی کو امام سے پہل کرنے یا اس سے مسابقت کرنے سے روکا ہے اور اس کو ناپسند فرمایا ہے۔

مسنون بات یہ ہے کہ وہ تاخیر کئے بغیر امام صاحب کے بعد جب اس کی آواز مکمل طور پر بند جائے تو پھر وہ اس فعل کو سرانجام دے۔ کیونکہ نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

﴿ إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَلَا تَخْتَلِفُوْا عَلَيْهِ فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ فَإِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوْا ﴾ (صحیح بخاری' کتاب الاذان' باب اقامة الصف من تمام الصلوة' حدیث: ۷۲۲' ۷۳۳' ۷۳۴)

"امام بنائے جانے کا مقصد یہ ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے پس تم (آگے بڑھ کر) اس کی مخالفت نہ کرو۔ جب وہ اللہ اکبر کہہ چکے پھر تم اللہ اکبر کہو اور جب وہ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہے تو تم رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کہو اور جب وہ سجدہ میں چلا جائے تو پھر تم سجدہ میں جاؤ۔

(۱۳) آخری تشہد' اس کی دعائیں اور سلام کا بیان:

اگر نماز دو رکعت والی ہو جیسے فجر' جمعۃ المبارک اور عیدین کی نمازیں ہیں تو پھر دوسری رکعت کے دوسرے سجدہ سے اٹھ کر اپنے دائیں پاؤں کو کھڑا کر کے اور بائیں کو زمین پر بچھا کر بیٹھ جائے۔ اپنا دایاں ہاتھ دائیں ران پر رکھے اور ان کی تمام انگلیاں بند کر لے ہاں سبابہ انگلی بند نہ کرے بلکہ اس کے ساتھ توحید کی طرف اشارہ کرے۔

اور اگر خنصر اور بنصر (آخری دو چھوٹیاں انگلیاں) بند کر لے اور درمیانی انگلی انگوٹھے سے ملا کر حلقہ بنا لے اور سبابہ (انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی) سے اشارہ کر لے تو یہ بھی درست ہے۔ یہ دونوں طریقے نبی ﷺ سے ثابت ہیں۔ دونوں پر گاہے بگاہے عمل کرنا افضل بات ہے۔ اور (تشہد میں) اپنا بایاں ہاتھ اپنے بائیں ران اور گھٹنے پر رکھے اور تشہد کی دعا پڑھے جو کہ درج ذیل ہے:

﴿ التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ ۔ اَشْهَدُ

أَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ﴾ (صحیح بخاری' کتاب الاذان' باب التشہد فی الآخرۃ' حدیث : ۸۳۱۔ صحیح مسلم' کتاب الصلوۃ' باب التشہد فی الصلوۃ' حدیث : ۴۰۲)

"اللہ ہی کے لیے میری تمام قولی' فعلی اور مالی عبادات ہیں۔ سلام ہو آپ پر اے نبی ﷺ اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکات ہوں۔ ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر (بھی) سلام ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی (حقیقی) معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں"۔

"پھر یہ دعا (دورد ابراہیمی) پڑھے:

﴿ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ ۔ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ ﴾ (صحیح مسلم' الصلوۃ' باب الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ و سلم بعد التشہد' حدیث : ۴۰۵)

"اے اللہ رحمتیں بھیج محمد ﷺ اور ان کی آل پر جیسے تو نے ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل پر رحمتیں بھیجیں اور برکتیں بھیج محمد ﷺ اور ان کی آل پر جیسے تو نے ابراہیم علیہ السلام اور ان کی اولاد پر برکتیں بھیجیں"۔

پھر ان کلمات کے ساتھ اللہ سے چار چیزوں کی پناہ مانگے:

﴿ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ۔ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ۔ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ ۔ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ ﴾ (صحیح مسلم' کتاب الذکر و الدعا' باب التعوذ من شر الفتن' حدیث : ۵۸۸)

"اے اللہ میں تجھ سے عذاب جہنم اور عذاب قبر سے پناہ مانگتا ہوں۔ اور زندگی اور موت کے فتنہ اور مسیح دجال کے فتنہ سے بھی پناہ مانگتا ہوں"۔

پھر اس کے بعد دنیا و آخرت کی بھلائی میں سے جو چاہے مانگے۔ اپنے والدین اور دیگر مسلمانوں کے لئے بھی مانگ سکتا ہے۔ چاہے نماز فرضی ہو یا نفلی ہو۔ پھر دائیں بائیں ان الفاظ کے ساتھ سلام پھیر دے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ (تم پر سلامتی اور اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو)

(۱۴) تین یا چار رکعت والی نماز میں تشہد کا طریقہ:

اگر نماز تین رکعت والی ہو جیسے نماز مغرب ہے یا چار رکعت والی نماز ہو جیسے ظہر' عصر اور عشاء کی نماز ہے تو پھر دو رکعت کے بعد تشہد میں دعا پڑھ کر اور نبی ﷺ پر درود بھیج کر اپنے گھٹنوں کے سہارے سیدھا اٹھ کھڑا ہو اور اللہ اکبر کہہ کر اپنے ہاتھوں کو کندھوں کے برابر اٹھا کر رفع الیدین کرے اور ہاتھ سینے پر باندھ لے جیسے پیچھے اس کا ذکر گزر چکا ہے۔ پھر صرف سورہ فاتحہ پڑھے۔ اگر تیسری اور چوتھی رکعت میں کبھی کبھار سورہ فاتحہ کے ساتھ مزید قرأت بھی کر لے تو کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ اس کے متعلق حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث ثابت ہے جو کہ مفہوم کے اعتبار اس کے جواز پر دلالت کرتی ہے۔

پھر اگر مغرب کی نماز ہو تو تیسری رکعت کے بعد اور ظہر' عصر اور عشاء کی نماز میں چوتھی رکعت کے بعد آخری تشہد بیٹھے اور تشہد کی دعا اور نبی ﷺ پر درود بھیجے اور اللہ تعالیٰ سے عذاب جہنم' عذاب قبر اور مسیح دجال کے فتنہ سے پناہ مانگے اور کثرت سے دعائیں کرے جیسے اس بات کا تذکرہ پیچھے دو رکعت والی نماز کے بیان میں گزر چکا ہے۔

لیکن اس تشہد میں بیٹھنے کی صورت تورک والی ہو گی۔ یعنی بایاں پاؤں دائیں

پاؤں کے نیچے سے نکال کر خود زمین پر پیٹھ لگا کر بیٹھے اور دایاں پاؤں کھڑا کر کے رکھے۔ اس کی دلیل میں حضرت ابو حمیدؓ والی حدیث موجود ہے۔ پھر اس کے بعد دائیں بائیں یہ کہہ سلام پھیردیں

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ. السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ (تم پر سلامتی اور اللہ کی رحمت ہو)

سلام کے بعد کی دعائیں:

(۱) سلام پھیرنے کے بعد تین مرتبہ اَسْتَغْفِرُاللّٰه کہے۔ اور پھر یہ دعا پڑھے:

(۲) ﴿ اللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ○ اللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَالْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِيَّاهُ لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ (صحيح بخاری' الاذان' باب الذكر بعد الصلاة' حديث : ۸۴۴۔ صحيح مسلم' كتاب المساجد ...... باب استحباب الذكر بعد الصلاة..... ' حديث :۵۹۱' ۵۹۴)

"اے اللہ تو خود بھی سلام ہے اور سلامتی تجھ سے حاصل کی جاتی ہے۔ اے عزت و اکرام اور جلال والے تیری ذات بابرکت ہے۔ اللہ کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں ہے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کی بادشاہی ہے اور اسی کے لئے تمام تعریفیں ہیں۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اے اللہ تو اگر کسی کو عطا کرنا چاہے تو اسے کوئی روک نہیں سکتا۔ اور اگر تو کسی کو نہ دینا چاہے تو اس کو کوئی عطا نہیں کر سکتا۔ اور تیرے ہاں کسی بزرگ کی بزرگی کچھ کام

نہیں دیتی"۔

(۳) اور پھر ۳۳ مرتبہ ﴿ سُبْحَانَ اللّٰہِ ﴾ اور ۳۳ مرتبہ ﴿ اَلْحَمْدُلِلّٰہِ ﴾ اور ۳۳ مرتبہ ﴿ اَللّٰہُ اَکْبَر ﴾ اور ایک مرتبہ یہ دعا پڑھ کر ۱۰۰ کی گنتی پوری کرے۔

﴿ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴾ [۱] (صحیح مسلم' المساجد ..... باب استحباب الذکر بعد الصلاۃ ..... حدیث: ۵۹۷)

"اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لئے بادشاہی ہے اور اسی کے لئے تمام تعریفیں ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے"۔

(۴) پھر آیۃ الکرسی پڑھے ہر نماز کے بعد۔ [۲]

(۵) تینوں قُل۔ (سورۃ الاخلاص اور معوذتین) ﴿ قل ھو اللّٰہ احد۔ قل اعوذ برب الفلق۔ قل أعوذ برب الناس ﴾ ہر نماز کے بعد پڑھے۔ [۳]

(۶) صبح اور مغرب کی نماز کے بعد یہی تینوں سورتیں تین تین مرتبہ پڑھنا مستحب ہے۔ کیونکہ ایسا کرنا صحیح حدیث میں نبی ﷺ سے ثابت ہے۔ [۴]

---

[۱] جو آدمی نماز کے بعد یہی وظیفہ کرے اس کے گناہ سمندر کی جھاگ کے برابر بھی ہوں تو وہ بھی معاف ہو جاتے ہیں۔ (مسلم ۱/۴۱۸)۔

[۲] سورۃ البقرۃ' آیت: ۲۵۵۔ جو شخص ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھتا ہے موت آتے ہی جنت میں داخل ہو گا۔ دیکھیے سنن نسائی' حدیث: ۱۰۰' صحیح الجامع ۵/۳۳۹۔

[۳] ابوداؤد ۲/۸۶' نسائی: ۳/۶۸۔ حدیث صحیح ہے دیکھیے صحیح ترمذی (الالبانی): ۹/۶۲۔

[۴] ترمذی' ابوداؤد' نسائی۔ دیکھیے مشکوٰۃ' (الالبانی) کتاب فضائل القرآن' حدیث: ۲۱۶۳۔

(۷) درج ذیل دعا مغرب اور عشاء کی نماز کے بعد ۱۰ مرتبہ پڑھنا بھی مستحب ہے کیونکہ نبی ﷺ سے ثابت ہے۔

﴿ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴾ (مسند احمد: ۲۲۷/۴۔ زاد المعاد: ۳۰۰/۱۔ ترمذی: ۵۱۵/۵)

"اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کی بادشاہی ہے اور تمام تعریفیں اس کی ہیں وہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے"۔

سلام کے بعد امام کا مقتدیوں کی طرف منہ پھیرنا:

نماز پڑھنے والا اگر لوگوں کی امامت کروا رہا ہو تو اس کو تین مرتبہ ﴿ اَسْتَغْفِرُ اللّٰه ﴾ اور پھر ﴿ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ﴾ پڑھ کر مقتدیوں کی طرف منہ پھیر کر متوجہ ہونا چاہئے۔ اور پھر (اسی حالت میں) بقیہ مذکورہ اذکار پڑھنے چاہیں۔

اس مسئلہ کی وضاحت میں رسول اللہ ﷺ کی احادیث بکثرت ہیں۔ ان میں سے صحیح مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث ہے۔[1]

روزانہ ۱۲ رکعات سنن رواتب پڑھنے کی فضیلت

ہر مسلمان مرد اور عورت کے لئے (سفر کے علاوہ) حالت حضر میں ۱۲ رکعات کی پابندی سے ادائیگی کرنا مستحب ہے جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۴ رکعات ظہر سے قبل، ۲ رکعت ظہر کے بعد، ۲ رکعت مغرب کے بعد،

---

[1] صحیح مسلم، کتاب المساجد ....، باب استحباب الذکر بعد الصلوٰۃ ....، حدیث: ۵۹۲۔

۲ رکعت عشاء کے بعد اور ۲ رکعت فجر سے قبل (کل ۱۲ رکعات ہیں)

ان کو سنن رواتب کہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ اس کی پابندی کیا کرتے تھے۔ صحیح مسلم میں حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

﴿ مَنْ صَلّٰى اثْنَتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً فِيْ يَوْمٍ وَ لَيْلَةٍ تَطَوُّعًا بُنِيَ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ ﴾ (صحيح مسلم' صلوة المسافرين و قصرها' باب فضل سنن الرواتبة.....' حديث: ۷۲۸۔ جامع ترمذی ۲/۲۷۴۔

"جو دن رات میں ۱۲ رکعت نوافل ادا کرے اللہ اس کا جنت میں گھر بنا دیتے ہیں"۔

البتہ حالت سفر میں نبی ﷺ ظہر' مغرب اور عشاء کی سنتیں ترک کر دیتے تھے جب کہ فجر کی دو سنتیں اور وتر سفر میں بھی پابندی سے ادا کرتے تھے۔ اور ہمارے لئے اس میں اسوہ حسنہ ہے۔ کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ﴾ (الاحزاب:۲۱)

"البتہ تحقیق رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں تمہارے لئے بہترین اسوہ ہے"۔

اور نبی ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿ صَلُّوْا كَمَا رَاَيْتُمُوْنِيْ اُصَلِّيْ ﴾ صحيح بخاری' كتاب الاذان' باب الاذان للمسافرين ...... حديث: ۶۳۱)

"تم اس طرح نماز پڑھو جیسے تم مجھے نماز پڑھتے دیکھتے ہو"۔

وَاللہ ولی التوفیق○ وصلی اللہ وسلم علی نبینا محمد بن عبداللہ وعلی الہ وأصحابہ وأتباعہ بإحسان إلی یوم الدین

۲۸ شوال ۱۴۲۰ھ / بمطابق ۳ فروری ۲۰۰۰ء

بروز جمعرات ۱۱ بجے رات مکہ مکرمہ سعودی عرب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باجماعت نماز پڑھنا فرض ہے

یہ پیغام عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ کی طرف تمام مسلمانوں کو دیا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اور مجھے بھی ایسے اعمال کی توفیق عطا فرمائے جس میں اس کی رضا ہو اور اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنا ڈر اور تقویٰ اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ امابعد:

مجھے پتہ چلا ہے کہ بہت سارے لوگ نماز باجماعت ادا کرنے کو معمولی عمل سمجھ کر اس میں سستی کرتے ہیں اور اس میں بعض علماء کی تسہیل (نرم گوشی) کو دلیل پکڑتے ہیں۔

اس لئے مجھ پر فرض ہے کہ میں اس عظیم فریضہ کی اہمت کو بیان کروں کہ کسی بھی مسلمان کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ کسی ایسے کام کو معمولی تصور کرے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی عظیم کتاب قرآن پاک میں اور اس کے رسول جناب محمد کریم ﷺ نے بڑی عظمت اور اہتمام سے بیان فرمایا ہو۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں کثرت سے نماز کا بیان فرمایا ہے اور اس کو بڑی اہمیت دی ہے اور اس کی محافظت اور اسے باجماعت پڑھنے کا حکم دیا ہے۔

اور یہ بھی بتایا ہے کہ اس مسئلہ میں سستی اور کمزوری دکھانا منافقوں کا کام ہے۔ نماز کی اہمت بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتے ہیں۔

﴿ حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ ﴾

(البقرۃ:۲۳۸)

"نمازوں کی حفاظت کرو، خصوصا درمیانی نماز کی اور اللہ کے لئے باادب کھڑے ہوا کرو"۔

جو شخص مسلمانوں کے ساتھ باجماعت نماز ادا نہیں کرتا اور اس مسئلہ کو معمولی تصور کرتا ہے اس نے دراصل نماز کی حفاظت ہی نہیں کی اور نہ ہی اس کی عظمت کا اقرار کیا ہے۔ کیونکہ اس بارہ میں اللہ تعالیٰ واضح طور پر ارشاد فرما رہے ہیں۔

﴿ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرَّاكِعِیْنَ ﴾ (البقرۃ: ۴۳)

"اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو"۔

درج ذیل آیت مبارکہ اس بات کی دلیل ہے کہ نماز باجماعت ادا کرنا فرض ہے اگر اس سے صرف نماز پڑھنا ہی مراد لیا جائے تو پھر آخر میں وَارْكَعُوْا مَعَ الرَّاكِعِیْنَ کہنے کی کوئی ضرورت نہ تھی کیونکہ نماز قائم کرنے کا حکم تو اس سے قبل اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ میں موجود ہے۔ اس طرح میدان جنگ میں بھی نماز باجماعت پڑھنے کے متعلق ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿ وَاِذَا كُنْتَ فِیْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْیَاْخُذُوْۤا اَسْلِحَتَهُمْ فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْیَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَآئِكُمْ وَلْتَاْتِ طَآئِفَةٌ اُخْرٰى لَمْ یُصَلُّوْا فَلْیُصَلُّوْا مَعَكَ وَلْیَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَاَسْلِحَتَهُمْ ﴾

(النساء: ۱۰۲)

"جب آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے لئے نماز کھڑی کریں تو چاہیے کہ ان کی ایک جماعت تمہارے ساتھ اپنے ہتھیار لئے کھڑی ہو' پھر جب یہ سجدہ کر لیں تو یہ ہٹ کر تمہارے پیچھے آجائیں اور وہ دوسری جماعت جس نے نماز نہیں پڑھی وہ آجائے اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ نماز ادا کرے اور اپنا بچاؤ بھی کرے اور ہتھیار بھی اٹھائے رکھے"۔

جب میدان کارزار میں اللہ تعالیٰ باجماعت نماز کا حکم دے رہے ہیں تو پھر حالت امن میں کیونکر اس پر عمل نہ کیا جائے گا۔

اگر عام حالات میں کوئی شخص باجماعت نماز پڑھنے میں سستی کرے تو پھر وہ لوگ جو دشمنوں سے آمنے سامنے ملتے ہیں اور ان کے خلاف مسلسل برسرپیکار

رہتے ہیں انہیں میدان جنگ میں اس کی اجازت ضرور ملنی چاہئے تھی جبکہ ایسی بات نہیں ہے بلکہ میدان جنگ میں بھی باجماعت نماز کا حکم ہے اور یہ بات طے شدہ ہے کہ باجماعت نماز ادا کرنا اہم ترین واجبات میں سے ہے اور یہی وجہ ہے کہ شریعت میں کسی کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے میں سستی کا مظاہرہ کرے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

﴿ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ اٰمُرَ بِالصَّلٰوةِ فَتُقَامَ ثُمَّ اٰمُرَ رَجُلاً اَن يُّصَلِّيَ بِالنَّاسِ ثُمَّ أَنْطَلِقَ بِرِجَالٍ مَعَهُمْ حُزَمٌ مِنْ حَطَبٍ' اِلٰى قَوْمٍ لَا يَشْهَدُوْنَ الصَّلَاةَ فَأُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوْتَهُمْ ﴾ (صحیح بخاری' کتاب الاذان' باب وجوب صلاۃ الجماعۃ' حدیث: ۶۴۷۔ صحیح مسلم' کتاب المساجد و مواضع الصلٰوۃ' باب فضل صلاۃ الجماعۃ' حدیث: ۶۵۱)

"میں یہ چاہتا ہوں کہ میں جماعت کھڑی کرنے کا حکم دوں اور اپنی بجائے کسی دوسرے آدمی کو جماعت کروانے کے لئے کہوں اور میں جاؤں اور میرے ساتھ کچھ آدمی لکڑیاں اٹھائے ہوئے جائیں اور میں ان لوگوں کے پاس جاکر ان کے گھروں کو آگ سے جلا دوں جو نماز پڑھنے کے لئے حاضر نہیں ہوئے"۔

اور صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت ہے۔

﴿ لَقَدْ رَأَيْتُنَا وَمَا يَتَخَلَّفُ عَنِ الصَّلَاةِ اِلاَّ مُنَافِقٌ قَدْ عُلِمَ نِفَاقُهٗ اَوْ مَرِيْضٌ اِنْ كَانَ الْمَرِيْضُ لَيَمْشِيْ بَيْنَ رَجُلَيْنِ حَتّٰى يَأْتِيَ الصَّلَاةَ وَ قَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ عَلَّمَنَا سُنَنَ الْهُدٰى ' وَ إِنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدٰى الصَّلَاةَ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِيْ يُؤَذَّنَ فِيْهِ ﴾ (صحیح مسلم' کتاب المساجد' باب صلاۃ الجماعۃ من سنن الھدی' حدیث: ۶۵۴)

"جو شخص جماعت کے ساتھ نماز نہ پڑھتا ہم (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) اس کو منافق سمجھتے تھے جس کا نفاق کھلا ہوا ہوتا یا پھر بیمار آدمی پیچھے رہتا تھا بلکہ بیمار بھی دو آدمیوں

کے سہارے چل کر باجماعت نماز ادا کرتا تھا (بقدر استطاعت) وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں دین اور ہدایت کی باتیں سکھائیں اور انہیں ہدایت کی باتوں میں سے یہ بات بھی ہے کہ جس مسجد میں اذان ہوتی ہو وہاں (باجماعت) نماز پڑھی جائے"۔

اسی طرح صحیح مسلم میں ہی ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے فرمایا۔

﴿ مَنْ سَرَّهُ اَنْ يَّلْقَى اللّٰهَ تَعَالٰى غَدًا مُسْلِمًا فَلْيُحَافِظْ عَلٰى هٰؤُلَاءِ الصَّلَوٰتِ حَيْثُ يُنَادٰى بِهِنَّ، فَاِنَّ اللّٰهَ شَرَعَ لِنَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُنَنَ الْهُدٰى وَاِنَّهُنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدٰى، وَلَوْ اَنَّكُمْ صَلَّيْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ كَمَا يُصَلِّيْ هٰذَا الْمُتَخَلِّفُ فِيْ بَيْتِهٖ لَتَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ، وَلَوْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ لَضَلَلْتُمْ، وَمَا مِنْ رَجُلٍ يَتَطَهَّرُ فَيُحْسِنُ الطُّهُوْرَ ثُمَّ يَعْمِدُ اِلٰى مَسْجِدٍ مِنْ هٰذِهِ الْمَسَاجِدِ اِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بِكُلِّ خَطْوَةٍ يَخْطُوْهَا حَسَنَةً وَيَرْفَعُهٗ بِهَا دَرَجَةً وَيَحُطُّ عَنْهُ بِهَا سَيِّئَةً، وَلَقَدْ رَاَيْتُنَا وَمَا يَتَخَلَّفُ عَنْهَا اِلَّا مُنَافِقٌ مَعْلُوْمُ النِّفَاقِ، وَلَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ يُؤْتٰى بِهٖ يُهَادٰى بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ حَتّٰى يُقَامَ فِي الصَّفِّ ﴾ (صحيح مسلم، كتاب المساجد، باب صلاة الجماعة من سنن الهدى، حديث: ٦٥٤)

"جو شخص پسند کرتا ہے کہ وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کو حالت اسلام میں ملے تو ضروری ہے کہ ان مساجد میں باجماعت نمازیں ادا کر کے ان کی حفاظت کرے جہاں اذان ہوتی ہو۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی ﷺ کے لئے رشد وہدایت کے طریقے مقرر کیے ہیں اور یہ (باجماعت نماز پڑھنا) بھی انہیں میں سے ہے۔ اور اگر منافقوں کی طرح جو جماعت سے پیچھے رہ کر گھر میں ہی نماز پڑھتے ہیں تم بھی گھر میں نماز پڑھو گے تو تم اپنے نبی ﷺ کی سنت کو ترک کرو گے اور اگر تم اپنے نبی ﷺ کی سنت کو ترک کرو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے۔ اور جو شخص بھی بہترین طریقہ سے وضو کر کے ان مسجدوں

میں سے کسی مسجد کی طرف جانے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ جو قدم بھی اٹھاتا ہے اللہ تعالیٰ ہر ایک قدم اٹھانے کے بدلے اس کے لئے ایک نیکی لکھ دیتا ہے اور ایک درجہ بلند کرتا ہے اور ایک گناہ مٹا دیتا ہے۔ اور جو شخص ہمارے دور میں جماعت سے پیچھے رہتا تھا ہم اس کو منافق سمجھتے تھے جس کا نفاق ظاہر ہوتا تھا اور آدمی (بیمار ہونے کی صورت میں) دو آدمیوں کے سہارے مسجد میں لایا جاتا اور صف میں باجماعت نماز کے لئے کھڑا کیا جاتا تھا"۔

اسی طرح صحیح مسلم حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک نابینا آدمی آیا' اس نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کوئی مسجد تک لے جانے والا نہیں ہے کیا مجھے گھر میں نماز پڑھنے کی رخصت مل سکتی ہے؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو رخصت دے دی' جب وہ جانے کے لئے مڑا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بلایا اور فرمایا:

﴿ هَلْ تَسْمَعُ النِّدَاءَ بِالصَّلٰوةِ فَقَالَ نَعَم' قَالَ فَأَجِبْ ﴾ صحیح مسلم' كتاب المساجد' باب يجب .. المسجد على من سمع النداء' حديث: ٦٥٣

"کیا تم اذان سنتے ہو! اس نے عرض کیا ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو پھر اس کا جواب دو یعنی مسجد میں آکر باجماعت نماز ادا کیا کرو"۔

جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے اور اللہ تعالیٰ کے گھروں میں جہاں اللہ تعالیٰ نے اپنا نام بلند کرنے اور اپنا ذکر کرنے کا حکم دیا ہے ان گھروں میں باجماعت نماز کی ادائیگی کے واجب ہے۔ اور اس پر دلالت کرنے والی احادیث بہت زیادہ ہیں۔

اس لئے ہر مسلمان کے لئے اللہ اور اس کے رسول کے حکم کی فرمانبرداری کرتے ہوئے اس مسئلہ پر پابندی سے پہلی فرصت میں عمل پیرا ہونا اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے اہل و عیال' اپنے ہمسائیوں اور تمام مسلمان بھائیوں کو اس پر عمل کرنے کی تلقین کرنا فرض ہے۔ اور جس سے اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے روکا ہے اس سے باز رہنا اور منافقوں کی مشابہت اختیار جن کے اوصاف قبیحہ کو اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں واضح کیا ہے خاص کر ان کا نماز کے معاملہ میں سستی سے

کام لینا تو بہت برا عمل ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿ اِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ يُخَادِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ وَاِذَا قَامُوْا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ۔ مُذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ لَا اِلٰى هٰؤُلَاءِ وَلَا اِلٰى هٰؤُلَاءِ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ﴾

(النساء: ۱۴۲۔ ۱۴۳)

"بے شک منافق اللہ تعالیٰ سے چالبازیاں کرتے ہیں اور وہ ان کو چالبازی کا بدلہ دینے والا ہے' اور جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو بڑی سستی سے کھڑے ہوتے ہیں' صرف لوگوں کو دکھاتے ہیں اور ذکر الٰہی تو بس برائے نام تھوڑا ہی کرتے ہیں۔ اور درمیان میں ہی معلق ڈگمگا رہے ہیں نہ پورے ان کی طرف اور نہ ان کی طرف ہیں اور جسے اللہ گمراہ کر دے اس کے لئے تو کوئی راہ نہ پائے گا"۔

باجماعت نماز کی ادائیگی اس لئے بھی ضروری ہے کہ جو شخص نماز سے پیچھے رہتا ہے وہ کسی نہ کسی دن بالکل نماز کو ترک ہی کر دے گا کیونکہ نماز سے پیچھے رہنا اس کے ترک کر دینے کے اسباب میں سے سب سے بڑا سبب ہے۔ اور یہ بات طے شدہ ہے کہ نماز کا ترک کر دینا کفر اور گمراہی ہے اور اس سے انسان اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ کیونکہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿ بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الْكُفْرِ وَالشِّرْكِ تَرْكُ الصَّلٰوةِ ﴾ (صحیح مسلم' کتاب الایمان' باب بیان اطلاق اسم الکفر علی من ترک الصلوۃ' حدیث: ۲۴۷)

"آدمی اور کفر و شرک کے مابین فرق صرف نماز کا ترک کرنا ہے"۔

اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

﴿ اَلْعَهْدُ الَّذِيْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ الصَّلٰوةُ فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ ﴾ (احمد: ۵/ ۳۴۶۔ ترمذی' الایمان' باب ما جاء فی ترک الصلوۃ' حدیث: ۲۶۲۱)

"ہمارے اور ان (کافروں) کے درمیان نماز کا عہد و پیمان ہے' پس جس نے اس کو چھوڑا اس نے کفر کیا"۔

نماز کی عظمت و بڑائی' اس کی حفاظت اور اللہ کے حکم کے مطابق اس کی ادائیگی کے واجب ہونے اور نماز کو ترک کرنے کی وعید کے بارہ میں قرآن پاک کی آیات اور رسول اللہ ﷺ کی احادیث کثرت سے وارد ہوئی ہیں۔ جو کہ معلوم شدہ اور واضح ہیں۔

پس ہر ایک مسلمان پر واجب ہے کہ وہ مقررہ وقت پر نمازوں کی ادائیگی کرے اور سنت کے مطابق اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری کرتے ہوئے مسجد میں جاکر اپنے مسلمان بھائیوں کے ساتھ باجماعت نماز پڑھے اور اللہ تعالیٰ کے غضب اور اس کے دردناک عذاب سے ڈرے۔

اب جبکہ حق واضح ہو گیا ہے اور اس کے دلائل روز روشن کی طرح ظاہر ہو چکے ہیں کسی کے لئے جائز نہیں کہ وہ کسی دوسرے کی باتوں کی آڑ میں اس سے روگردانی کرے۔ کیونکہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ إِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّأَحْسَنُ تَأْوِيْلًا ﴾ (النساء:٥٩)

"پھر اگر کسی چیز میں تمہارا اختلاف ہو جائے تو پھر اس (فیصلے) کو اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ کی طرف لٹاؤ' اگر تم اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو' یہ بات تمہارے لئے بہتر اور انجام کے لحاظ سے بہت اچھی ہے"۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ ﴾ (النور:٦٣)

"پس جو لوگ حکم رسول ﷺ کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرتے رہنا چاہیے کہ کہیں ان پر کوئی زبردست آفت نہ آ جائے یا انہیں دردناک عذاب نہ پہنچ جائے"۔

باجماعت نماز کے فوائد

یہ بات کسی سے مخفی نہیں ہے کہ باجماعت نماز کی ادائیگی میں بہت سے دنیاوی اور اخروی فوائد اور مصلحتیں ہیں جن میں سے درج ذیل اہم فوائد قابل ذکر ہیں۔

(۱) آپس میں باہمی تعارف ہو جاتا ہے۔

(۲) نیکی اور تقویٰ کی بنیاد پر ایک دوسرے کے تعاون کا موقع ملتا ہے۔

(۳) ایک دوسرے کو حق کی تبلیغ اور صبر کی تلقین کا موقع میسر آتا ہے۔

(۴) پیچھے رہنے والے۔

(۵) ناواقف اور جاہلوں کو دین کی تعلیم کا ماحول مل جاتا ہے۔

(۶) منافقوں کی پہچان آسان ہو جاتی ہے۔

(۷) منافقون کے رویہ سے دوری کا سبب بنتا ہے۔

(۸) اللہ کی مخلوق کے درمیان اس کے شعائر کے اظہار کا موقع ملتا ہے۔

(۹) زبانی اور عمل کے ذریعہ اللہ کی طرف بلانے کا ماحول میسر آتا ہے۔

ان کے علاوہ بھی کئی ایک فوائد ہیں جو جو باجماعت نماز کی ادائیگی سے حاصل ہوتے ہیں۔

دعائے خیر

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ تمام کو ایسے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے جن میں اللہ تعالیٰ کی رضا اور دنیا و آخرت کی صلاح کا راز مضمر ہو۔ اور ہم سب کو اپنے نفوس کی شرارتوں اور بداعمالیوں سے محفوظ فرمائے۔ اور منافقوں کی مشابہت اختیار کرنے سے بچائے یقیناً اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ سخی اور عمدہ صفات کا مالک ہے۔

وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ وَصَلَّى اللّٰهُ وَسَلَّمَ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَصَحْبِهٖ

۲۲ ذیقعدہ ۱۴۲۱ھ بمطابق ۱۷ فروری ۲۰۰۱ء بروز ہفتہ ۱۲ بجے رات۔